بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بفیض رحانی

نائب امام اعظم مجدد اعظم امام اہلسنت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا
فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان

تنورات
فی حل
مرقات

مترجم

حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد معین الدین خان حنفی رضوی ہیم پوری
(صدرالمدرسین)
دارالعلوم اہلسنت حشمت العلوم گائیڈیھ پوسٹ اترولہ بلرامپور یوپی

ناشر
المجمع الحشمتی

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نام کتاب: مرقات

نام مصنف: سلطان المتکلمین حضرت علامہ فضل امام خیرآبادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نام ترجمہ: تنورات فی حل مرقات

نام مترجم: مفتی محمد معین الدین خاں قادری حنفی رضوی ہیم پوری

کمپوزنگ: حضرت حافظ وقاری شاہنواز احمد بہرائچی۔ حضرت مولانا وقاری
محمد عرفان خان حبیبی گونڈوی چاند کمپیوٹر اترولہ 9648012951

سیٹنگ: واحدی کمپیوٹر ''جگدیوا'' 9984820639

پروف ریڈنگ: محمد راشد احمد خان حنفی رضوی بہرائچی

سن اشاعت اول: محرم الحرام ۱۴۳۶ھ مطابق اکتوبر ۲۰۱۴ء

تعداد: ایک ہزار (۱۰۰۰)

مطبع: رضا آفسیٹ پریس دہلی

ملنے کے پتے

☆ مفتی نانپارہ کتاب گھر بہرائچ شریف

☆ قادری بکڈپو نانپارہ بہرائچ

☆ امجدی بک ایجنسی اترولہ

☆ نورانی بک ایجنسی اترولہ

☆ حشمت العلوم گائیڈیہہ

☆ جامعہ بکڈپو پوروناہی

شرف انتساب

فقیراپنی اس حقیر کاوش کواس ذات بابرکت کی جانب منتسب کرنے کی سعادت
حاصل کرر ہا ہے جوذات والا صفات امام علوم عقلیہ ونقلیہ اورروئے زمین میں
اللہ تعالیٰ کے دلائل قدرت سے ایک دلیل قاطع تھی اورحضور خاتم النبیین
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات قاہرہ میں سے ایک معجزہ تھی
یعنی
امام اہلسنن فخر زمین وزمن مقتداء عارفان روزگار اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت الشاہ
امام احمد رضا خاں قدس سرہ کی جانب جنکے روحانی فیوض وبرکات سے فقیراس لائق ہوا

گرقبول افتدزہے عزوشرف
العبدالضعیف محمد معین الدین خاں رضوی ہیم پوری

نذرانۂ عقیدت

اس شخصیت کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں جو رشد و ہدایت کا سرچشمہ خشیت
ربانی اور عشق رسول لاثانی کا مجسمہ احقاق حق و ابطال باطل کا شہنشہ ہے
یعنی سراج الفقہاء محی الشریعہ کاسر الفتنہ قامع البدعۃ صاحب الحجۃ القاہرہ
تاج الشریعہ سیدی وسندی وکنزی وذخیری لیومی وغدی جانشین
حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ الحاج الشاہ

مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب قبلہ

قادری برکاتی رضوی ازہری

نفع اللہ الاسلام والمسلمین بفیوضھم وبرکاتھم

گر قبول افتد زہے عز و شرف

خاکپائے حبیب

العبد الضعیف

محمد معین الدین خاں رضوی ہیم پوری

کلمات دعائیہ

فریدالدہر وحیدالعصر فخرالسلف قدوۃ الخلف قامع البدعہ ناصرالسنہ فاتح گونڈہ خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند

حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی سید محمد افضال احمد صاحب قبلہ قادری

متعنا اللہ بطول حیاتہ ونفعنا من علومہ وفیوضاتہ

شیخ الحدیث جامعہ قدریہ گلاب شاہ تکیہ گونڈہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکرم اما بعد !

اصل علم وفقہ اور اصول فقہ ہے جو ادلۂ اربعہ سے ماخوذ ہے اور اسی سے سعادت دنیوی واخروی بھی حاصل ہوتی ہے وہی حاسل مقصود بھی ہے ۔لیکن علم معقولات بھی حاصل کرنا ضروری ہے جو خطا فی الفکر ہی سے نہیں بچاتی بلکہ اس کا ماہر اپنے دلائل وبراہین کے ذریعہ مخالف پر بھی غالب آتا ہے مرقت کے ترجمہ کرنے میں حضرت علامہ مولانا مفتی محمد معین الدین خانصاحب دامت فیوضہم اتنے کام یاب ہیں کہ کتاب کے مطالعہ کرنے سے ظاہر ہے ترجمہ کرنا کچھ آسان نہیں ترجمہ وہی بہتر ہے جو منشا مصنف کو ظاہر کردے یہ چیز تنورات میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہے حضرت علامہ موصوف نے اس سے قبل کئی تصنیفات کی ہیں جو مقبول انام ہوئی ہیں مگر یہ تنورات فی حل مرقات درسیات میں ایک اہم پیش رفت ہے جس کی طلبہ میں شدید ضرورت تھی اللہ تبارک وتعالی اسے قبول فرمائے اور طلبہ وعوام میں مقبول فرمائے اور حضرت موصوف کو اجر جمیل عطا فرمائے آمین ۔بجاہ سید المرسلین ﷺ

کتبہ

فقیر سید افضال احمد قادری

جامعہ قادریہ گلاب شاہ تکیہ میواتیان گونڈہ

۲۹ر ربیع النور ۱۴۳۶ھ ۱۲ر جنوری ۲۰۱۵ء

تقریظ جمیل

ادیب شہیر فاضل جلیل حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی **عطاء محمد** صاحب **قبلہ** رضوی صدیقی مصباحی

ادم اللہ فیوضہ وبرکاتہ جامعہ غوثیہ عربی کالج اترولہ ضلع بلرامپور

الحمد لو لیہ والصلوٰۃ علی حبیبہ و علیٰ الہ و اصحابہ اجمعین حجۃ الاسلام امام غزالی علیہ الرحمہ کا ارشاد ہے کہ ’’**من لم یعرف المنطق فلا ثقۃ لہ فی العلوم اصلاً**‘‘ یعنی جو شخص علم منطق سے اچھی طرح واقف نہ ہو وہ علوم میں قابل وثوق نہیں بلکہ شیخ ابوعلی سینا نے تو یہاں تک لکھا کہ ’’**المنطق نعم العون علیٰ ادراک العلوم کلھا وقد رفض ھذا لعلم و جحد منفعتہ من لم یفھمہ**‘‘ اس کا مطلب یہ ہوا کہ علم منطق جملہ علوم کے ادراک حصول میں معین ومددگار ہے جو شخص اس کو سمجھ نہیں پاتا وہی اس سے دور بھاگتا اور اس کے فوائد کا منکر ہو جاتا ہے۔

حالانکہ حضرت علامہ جلال الدین عارف رومی علیہ الرحمہ یوں رقمطراز ہیں ’’ان اقوال سے ظاہر وباہر ہے کہ علم منطق کا سیکھنا اور سکھانا بہتر ہی نہیں بلکہ باعث اجر وثواب ہے ملا کاتب علامہ چلپی علیہ الرحمہ نے کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون ۔ میں علم منطق کو رئیس العلوم تحریر فرمایا۔ اب اگر کوئی شخص اپنی کم علمی کے باعث منطق کو بکواس اور بے فائدہ یا نقصاندہ کہے تو یقیناً جہالت ہے ۔ البتہ علم منطق ہی کیا کوئی بھی فن اگر فساد پیدا کرنے یا فساد کر کے ایمان تباہ کرنے کے لئے استعمال کیا جائے تو سراسر غلط اور باعث گناہ وسزا ہے اس میں منطق میں کی کوئی تخصیص نہیں یہ زمانہ ایسا آ گیا ہے کہ ایمان کی حفاظت بڑا ہی دشوار امر ہوتا جا رہا ہے کیونکہ فرقھائے باطلہ اوھام فاسدہ کے ساتھ عوام وخواص سب کو گمراہ کرنے میں انتھک کوششیں کر رہے ہیں یہی ایک علم ہے جس کے ذریعہ ان کا مقابلہ کر کے ایمان کی حفاظت کیجا سکتی ہے اوران پر سوار ہو کر غالب آیا جا سکتا ہے کیونکہ دلائل وبراہین کے لئے اس سے بہتر کوئی فن ہے ہی نہیں اس لئے بالخصوص علماء کے لئے اس پر دسترس حاصل کرنا اور طلبہ کو اس کے حصول میں لگے رہنا نہایت ضروری ہے۔

مگر بعض طلبہ اس فن کو بہت دشوار تصور کرتے ہوئے اس کے حصول میں قطعاً توجہ نہیں دیتے حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ کوئی بھی فن اگر شروع سے نہ سمجھا جائے تو آگے چلکر دشواری بڑھ جاتی ہے اور پھر طالب علم بددل ہو کر بیزار ہو جاتا ہے۔ اگر شروع سے محنت کر کے لگن سے پڑھا جائے تو نہایت آسان اور دلچسپ فن ہے اسی بات کو محسوس کرتے ہوئے حضرت علامہ مفتی محمد معین الدین خان صاحب حنفی صدرالمدرسین حشمت العلوم گائیڈیھ اترولہ نے مرقات کی طرف توجہ کی تاکہ بچے باسانی ابتدائی منطق کو سمجھ کر آگے بڑھنے کی کوشش کریں اور بے دلی کے شکار نہ ہوں۔

بسا اوقات نا آموز طلبہ اس فن کی ابتدائی کتابوں کو پڑھے بغیر ہی اونچی کتابوں کو پڑھنا شروع کر دیتے ہیں اب اس زیر نظر کتاب کا ایک بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ ایسے طلبہ بآسانی کم از کم مرقات کے ترجمہ کو پڑھکر ابتدائی مسائل کو سمجھ لیں گے اور اوپر کی کتابیں سمجھ سکیں گے۔

مولائے قدیر حضرت علامہ موصوف کے قلم کو قوت بخشے اور انکی تمام تصانیف بالخصوص تنورات فی حل مرقات کو مقبول عوام و اخواص بنائے آمین۔ **بجاہ حبیبہ سید المر سلین**

فقط

العبد عطاء محمد صدیقی رضوی مصباحی غفرلہ

خادم الجامعۃ الغوثیہ عربی کالج اترولہ ضلع بلرامپور

۴ر محرم الحرام ۱۴۳۶ھ

تقریظ جلیل

فاضل جلیل ناشر مسلک اعلیٰ حضرت حضرت علامہ محمد کلیم صاحب قبلہ مشاہدی ادام فیوضہ وبرکاتہ

فن نحو اور فن صرف کی طرح منطق بھی ایک مستقل اور مفید فن ہے جس فن کو ہمارے اسلاف نے حاصل کیا اور لوگوں کو اس کے حادل کرنے پر زور بھی دیا یہی وجہ ہے کہ آج تک یہ مستقل فن گزشتہ کل کی طرح تقریبا ہر مدارس عربیہ میں شامل نصاب ہے منطق وہ عظیم فن ہے جس کا استعمال اگر صحیح طور پر ہو تو آدمی اپنے مذہب ومسلک کی حقانیت وصداقت کو پیش کر کے اس کے نور سے لوگوں کے ذہن وعقل کو منور کر سکتا ہے زیر نظر کتاب ''تنورات فی حل مرقات'' جو منطق کے اس کتاب کا ترجمہ ہے جس کو پڑھ لینے کے بعد طالبان علوم نبویہ کو منطق کی ساری کتابیں پڑھنے اور سمجھنے میں آسانیاں پیدا ہو جاتی ہیں ایسی عظیم کتاب کا ترجمہ لکھ کر زینت درس وتدریس عالم ذی وقار حضرت علامہ مفتی محمد معین الدین صاحب قبلہ رضوی نے طلبہ پر احسان کیا ہے اور اس کتاب کو سمجھنے کی راہ کو آسان کر دیا ہے۔

مولیٰ تعالی اس کتاب کو عوام وخواص میں مقبول فرمائے اور ہماری جماعت کے ایسے عظیم مصنف اور عالم دین کو تادیر قائم ودائم رکھے اور زیادہ سے زیادہ کام کرنے کا حوصلہ عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید النبیین والمرسلین صلی اللہ تعالی علیہ و اصحابہ اجمعین .

سگ بارگاہ مشاہد ملت

العبد العاصی محمد کلیم احمد مشاہدی غفرلہ

خادم دار العلوم اہلسنت ہدایت الاسلام چندا پور بلرام پور

۲ صفر المظفر ۱۴۴۳ھ بروز یکشنبہ

حضرت علامہ سید صبور احمد صاحب قبلہ طاہری ادام فیوضہ و برکاتہ

الحمد لو لیہ والصلوۃ علی نبیہ والہ وصحبہ اجمعین

ایمان مفصل وایمان مجمل کا مدار قرآن وسنت ہے جو محض فضل الہی اور عطیہ خداوندی ہے البتہ اک کے حصول وادراک کا ذرائع علوم فنون ہے جس سے طمانیت قلبی حاصل ہوتی ہے۔

زیر نظر کتاب ''تنورات فی حل مرقات'' علم منطق کے ابحاث پر مشتمل ہیے جو نونہالان اسلام اور نوخیز علماء کے لئے چشمہ صافی ہے اپنی غرض وغایت وموضوع کے اعتبار سے نہایت مفید علم ہے اس کے اصول ضوابط تصورات تصدیقات نتیجۃ اذعان قلب نظر کی ہمہ گیری عطا کرتے ہیں شعور آگہی پختہ یقین سے کامل ایمان کا درجہ حاصل ہوتا ہے مؤلف موصوف صاحب الفضیلت حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد معین الدین خاں صاحب قبلہ رضوی نے اس قحط الرجال کے دور میں نہایت ذوق وشوق سے تصنیف وتالیف کا نہایت بیش بہا خدمت کا بیڑا اٹھایا ہے جو انتہائی قابل تحسین لائق صد آفرین ہے انکی اس کوشش وکاوش کی قدر کرنی چاہیئے اور ہمت افزائی بھی۔

مولائے قدیر مولانا موصوف کو صاحب تصانیف کثیرہ بنائے معلم کائنات علیہ افضل الصلوۃ کے صدقہ وطفیل سطر،سطر، جملے، جملے، کملے، کملے کے مجموعہ کو مبارک بناءے اور قبولیت عامہ عطا فرمائے۔

دعا گو

آل رسول سید صبور احمد طاہری

علم منطق کی اہمیت اوراسکی افادیت

منطق رئیس العلوم : ملا کاتب چلپی علیہ الرحمہ نے کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون میں نقل کیا ہے "قال الفارابی ان علم المنطق رئیس العلوم لانه حاکم علی جمیع العلوم فی الصحة والسقم والقوة والضعف" یعنی شیخ ابونصر فارابی نے علم منطق کو رئیس العلوم کہا ہے اسلئے کہ علم منطق صحت وسقم وقوت وضعف میں تمام علوم کا حاکم ہے اور یہ چونکہ غیر مقصود بالذات وعلوم کسبیہ نظریہ وعملیہ کی تحصیل کا آلہ وذریعہ ہے اس لئے شیخ رئیس بوعلی بن سینا نے اسکو خادم العلوم قرار دیا ہے۔

حجۃ الاسلام امام غزالی کا کہنا ہے کہ "من لم یعرف المنطق فلا ثقة له فی العلوم اصلاً" یعنی جو شخص علم منطق سے اچھی طرح واقف نہ ہو وہ علوم میں قابل وثوق نہیں۔ بلکہ شیخ ابوعلی بن سینا نے تو یہاں تک لکھا ہے " المنطق نعم العون علیٰ ادراک العلوم کلها قدر فض هذا العلم وجحد منفعته من لم یفهمه" یعنی علم منطق تمام علوم کے ادراک وتحصیل میں معین ومددگار ہے کہ جو شخص اسکو سمجھ نہیں پاتا وہی اسکو چھوڑتا اوراسکی منفعت سے انکار کرتا ہے۔

شیخ جلال الدین عارف رومی کا ارشاد ہے ؎

منطق وحکمت زبہر اصطلاح گر بخوانی اندکے باشد مباح

منطق کی مدح وسرائی میں بعض یوں رطب اللسان ہے ؎

ان رمت ادراک العلوم بسرعة فعلیک بالنحو القویم ومنطق

هذاالمیزان العقول مرجح والنحو اصلاحٌ اللسان بمنطق

منطق کے متعلق عام نظریہ

(۱) لوگوں میں یہ وبا عام ہے کہ منطق بیکار و بکواس فن ہے اسکے پڑھنے اور پڑھانے سے کوئی خاص فائدہ نہیں۔ ثبوت میں سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ اور سیدنا امام شافعی وغیرھا ائمہ کرام کو پیش کرتے ہیں کہ ان لوگوں کے نزدیک اگر اس علم کی اہمیت ہوتی تو وہ لوگ اسکو ضرور حاصل کرتے اور ان سے اصطلاحات مناطقہ کا استعمال بکثرت ہوتا جس سے یہ واضح ہے کہ وہ مفید علم نہیں۔

جواب اسکا میں یہ دونگا کی انکی فطرتیں چونکہ سلیم اور جبلتیں مستقیم تھیں اسلئے انکو منطق سیکھنے کی حاجت نہ تھی کیونکہ انکا شمار ان اشخاص میں ہوتا تھا جنکو **موید من اللہ یا من علمھم** ضروری کہا جاتا ہے علاوہ ازیں ان لوگوں کو اصطلاحات مناطقہ کا استعمال نہ کرنا اس بات کی دلیل نہیں کہ انہیں اسکا علم نہیں تھا لہٰذا یہ گستاخی ہے کیونکہ ممکن ہے انکو اسکا علم تھا لیکن اصطلاحات مناطقہ کا استعمال نہیں کیا۔ ورنہ کہئے کہ ان کو نحو و صرف وغیرہ کا بھی علم نہیں تھا کیونکہ ان کے اصطلاحات متعارضہ بھی ان سے منقول نہیں اور منطق کی طرح انہیں بیکار وبکواس و ناجائز کہئے۔ حالانکہ ان کے ضروری ہونے میں کسی کا کلام نہیں۔

(۲) لوگ عام طور پر منطق کا نام سن کر بلاسوچے سمجھے یہ کہہ دیتے ہیں کہ وہ مفسد اذہان ومخرب عقائد واصول ہے۔ جیسا کہ شاعر کا قول ہے۔

دع منطقا فیہ الفلاسفۃ الاولی
ضلت عقولھم بجر مغرق
واجنح الیٰ نحو البلاغۃ واعتبر
ان البلاء موکل بالمنطق

یہ نظریہ کوئی موجودہ نہیں بلکہ شاہ توران عبداللہ ازبک کے زمانہ میں ملا عصام الدین اسفرائنی کے ذریعہ اس علاقہ میں منطق کا اثر تیزی سے بڑھا تو ملا عبدالقادر بدایونی لکھتے ہیں کہ قاضی ابوالمعالی نے ملا عصام کو

ان کے طلبہ کے ساتھ ماوراء النہر سے نکلوا دیا اور نامشروعیت تعلیم و تعلم منطق وفلسفہ کو ثابت کر دیا ہے اسی پر بس نہیں بلکہ ایک روایت یہ دیکھا یا کہ "بکاغذے که منطق دران نوشته باشند استنجا نمایند باکے نیست" یہ روایت فقہ کی کتاب "جامع الرموز" کی ہے "یجوز الاستنجاء باوراق المنطق" یعنی منطق کے اوراق سے استنجاء جائز ہے۔

مگر یہ خیال بالکل فاسد و غلط ہے اس لئے کہ علم منطق کی ایجاد نظری وفکری غلطی کے انسداد کے لئے ہے کہ اگر اس کے قواعد وضوابط کی رعایت و پابندی کی جائے تو رائے انسانی غلطی سے محفوظ رہ سکتی ہے۔ لہٰذا اس علم کا مقصد اصلی اصلاح عقل و تصحیح فکر ہے اور ظاہر ہے۔

یہ بہترین مقصود ہے مخلوقات عالم پر انسان کی اشرفیت و بزرگی کی وجہ صرف عقل ہے اور جو فن عقل جیسے لطیف ترین جوہر کی اصلاح کرے اس کو مفسد عقل کہنا بے ہودگی و نافہمی نہیں تو اور کیا ہے۔ اگر کوئی اس کو اس کے صحیح عقیدہ کے خلاف استعمال کرے تو یہ اس کا خود قصور ہے نہ کہ فن کا! البتہ اگر منطق کا استعمال اس لئے ہو کہ شریعت مطہر اس کے احکام کو قدغن لگایا جائے اور فساد کو ثابت کر کے حق و باطل اور باطل کو حق ثابت کیا جائے یعنی اگر گمراہی و بے دینی کا ذریعہ بنے اور اس فن کو صرف اس مقصد کے تحت استعمال کیا جائے تو بلاشبہ قول مذکور درست ہوگا۔ مگر اسی کو اعلاء کلمۃ الحق اور دلائل شرع کی مضبوطی کے لئے آلہ بنایا جائے تو اس کا حصول کار ثواب اور ذریعہ نجات ہوگا نیز یقیناً رئیس العلوم اور خادم العلوم کی شان کا حامل ہوگا۔

عاب المنطق قوم لاعقول لهم

وليس له اذا عابوه من ضررٍ

ماضر شمس الضحىٰ والشمس طالعة

ان لايرى ضوءها من لبس ذابصر

(۳) لوگوں میں یہ بھی مشہور ہے کہ علم منطق بہت غامض اور دقیق و دشوار فن ہے تو یہ امر کسی حد تک تسلیم کیا جا سکتا ہے مگر اس سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ دنیا میں کوئی فن آسان نہیں بلکہ ہر فن کے حصول میں عرق

ریزی وجاں فشانی کرنی پڑتی ہے اس میں منطق ہی کی کیا تخصیص ہے؟ البتہ اس کا تعلق چونکہ ذہن ودماغ سے ہے اس لئے اکثر اس سے کم سابقہ پڑتا ہے یا اس لئے کہ نا آموز طلبہ اس فن کی ابتدائی کتابوں کو پڑھے بغیر اونچی کتابوں کو پڑھنے لگتے ہیں اس لئے کہ نا آموز طلبہ ہوتے ہیں لہٰذا یہ قصور پڑھنے اور پڑھانے کا ہے فن کا نہیں۔ بلا وجہ فن کو دشوار و کٹھن کہہ کر طلبہ کو نفرت دلانا ہے۔

دور حاضر میں منطق کی ضروریات

یہ دور ایسا پرفتن و پرآشوب آ گیا ہے کہ ایمان کا بچانا بڑی مشکل ہو گیا ہر طرف فرق باطل و مذاہب شنیعہ دن بدن بڑھتے جارہے ہیں یہی ایک علم ہے جس کے ذریعہ اپنے ایمان واسلام کی دولت کو صحیح طور پر محفوظ و مامون رکھ سکتے ہیں کیونکہ اس کے اندر ایسے دلائل و براہین ہیں جن کے ذریعہ حقانیت وصداقت کو مکمل طور پر ثابت کر سکتے ہیں۔ اور یہ دوسرے علوم میں نہیں ہے اسی وجہ سے حجۃ الاسلام امام غزالی رضی اللہ عنہ منطق کی افادیت کو بیان کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں "حتی قال البعض انه فرض کفایة وروی عنه البعض انه فرض عین" یعنی بعض نے تو یہاں تک کہا ہے کہ منطق کا پڑھنا فرض کفایہ ہے اور بعض سے مروی ہے کہ فرض عین ہے۔

چونکہ یہ رسالہ فن منطق میں ہے اس لئے اب اخیر میں حصول بصیرت کی خاطر رسالہ کا ترجمہ کرنے سے پیشتر فن منطق کی تعریف موضوع اور غرض وغایت کا ذکر کیا جارہا ہے کیونکہ ہر علم کی تحصیل سے قبل ان تینوں اشیاء کی معرفت نہایت ضروری ہوتی ہے۔

منطق کی تعریف: وہ فن ہے جس کے اصول وقوانین کی پابندی ذہن کو نظر وفکر کی غلطی سے بچاتی ہے

موضوع: معرف اور حجت

غرض وغایت: ذہن کو نظر وفکر کی غلطی سے بچانا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

محمد معین الدین خاں رضوی ہیم پوری

۲۴ رشوال المکرّم ۱۴۳۵ھ

مختصر تعارف صاحب مرقات المنطق

نام نسب :۔آپ کا نام فضل امام بن شیخ محمد ارشد بن حافظ محمد صالح بن ملا عبدالواحد بن عبدالماجد بن قاضی صدرالدین ہے اس طرح ۳۳ رواسطوں سے آپ کا سلسلہ نسب خلیفہ ثانی امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تک پہونچتا ہے۔

تحصیل علم :۔علامہ فضل امام نے علوم عقلیہ ونقلیہ علامہ سید عبدالواحد خیرآبادی قدس سرہ السامی (متوفی ۱۲۱۸ھ) سے حاصل کیا اور خصوصا علوم عقلیہ میں کمال پیدا کیا تحصیل علم سے جب آپ فارغ ہوئے تو دہلی تشریف لے گئے اور وہاں مفتی رہے پھر شہر دہلی کے صدرالصدور منتخب ہوئے آپ سے خلق کثیر نے علوم عقلیہ ونقلیہ حاصل کئے اور آپ اپنے شاگردوں پر کافی شفقت ومہربانی سے پیش آتے تھے آپ کے سیکڑوں شاگرد ہیں مشہور ومعروف شاگردوں کے نام ذیل میں درج ہیں۔

(۱) معلم رابع خلف رشید مجاہد کبیر محقق شہیر علامہ محمد فضل حق خیرآبادی رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۲۷۸ھ)

(۲) قدوالاصفیا زبدۃ الاہل الصفا حضرت علامہ الشاہ غوث علی قلندر پانی پتی رضی اللہ تعالی عنہ متوفی ۱۲۸۵ھ

(۳) صدرالصدور بدرالبدور حضرت علامہ الشاہ مفتی صدرالدین دہلوی رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۲۸۵ھ)

تصانیف : ۔حضرت علامہ فضل امام رضی اللہ عنہ نے بیسیوں مفید ومعرکۃ الآرا کتابیں تصنیف فرمائیں ہیں ان میں سے چند تصانیف یہ ہیں۔

(۱) حاشیہ جلیلہ برمیر زاہد (۲) حاشیہ مفیدہ بر ملا جلال (۳) رسالہ شریفیہ فی قواعد اللسان الفارسیہ (۴) آمد نامہ (۵) مرقاۃ المنطق۔

وفات :۔علم ودانش کا یہ چمکتا ہوا آفتاب ۵ر ذی قعدہ ۱۲۴۴ھ کو خیرآباد میں غروب ہوا "**انا للہ و انا الیہ رجعون**" مولی تعال حضرت علامہ کی قبر پر رحمت وانوار کی بارش عطا فرمائے اور ان کے مراتب ودرجات کو بلند فرمائے۔

مختصر تعارف صاحب مترجم

نام: محمد معین الدین خاں رضوی

ولدیت: غلام حیدر خاں ابن محمد اوسان خاں ابن محمد احمد خاں ابن حسن محمد خاں

وطن: ھیم پور ترائی مضافات بھنگا سراوستی

ولادت: ۲۵/ ذی قعدہ ۱۴۰۹ھ مطابق ۲ جولائی ۱۹۸۹ء

تعلیم: ابتدائی تعلیم پرائمری وغیرہ دارالعلوم غوثیہ ریاض العلوم مقام و پوسٹ ہیم پور ترائی از شوال المکرّم ۱۴۱۳ھ تا شعبان ۱۴۱۶ھ

از اعدادیہ تا ثانیہ، مرکزی ادارہ، جامعہ عالیہ رضویہ مصطفویہ عزیز العلوم نانپارہ بہرائچ شریف، از ثالثہ تا فضیلت جامعہ اسلامیہ قصبہ روناہی ضلع فیض آباد یوپی الھند فاضل دینیات ومعقولات عربی فارسی بورڈ الہٰ آباد

مشہور اساتذہ کرام: (۱) افقہ الفقہاء حضرت علامہ مفتی رجب علی صاحب قبلہ رضوی (۲) بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبد المنان صاحب قبلہ اعظمی (۳) سراج الفقہاء حضرت علامہ مفتی شبیر حسن صاحب قبلہ رضوی (۴) حضرت علامہ محمد نعمان خان صاحب قبلہ قادری (۵) محقق عصر حضرت علامہ بخش اللہ صاحب قبلہ قادری۔

بیعت وارادت: وارث علوم اعلیٰ حضرت جانشین مفتی اعظم ہند فخر ازہر فقیہ اسلام حضور تاج الشریعہ علامہ مولانا مفتی الحاج الشاہ محمد اختر رضا خان صاحب قادری برکاتی رضوی بریلوی ادام اللہ فیوضہ وبرکاتہ

مشاغل: تعلیم وتعلم، تصنیف وتالیف، فتویٰ نویسی، مضمون نگاری، دعوت تبلیغ، تقریر وخطابت وغیرہ

تدریس: جامعہ عالیہ رضویہ مصطفویہ عزیز العلوم نانپارہ بہرائچ شریف وجامعہ اہلسنت حشمت العلوم گائے ڈیہہ اترولہ ضلع بلرامپور

تصنیفات (۱) بدمذھبوں کے سات اعتراضات اوران کے تحقیقی جوابات (۲) مروجہ فاتحہ کی شرعی

حیثیت (۳) مسئلہ اذان قبر (۴) تجلی الحق (۵) تجلی الیقین بان نبینا شفیع المذنبین (۶) فقہ حنفی کی روشنی میں مسئلہ کفاءت کی تنقیح (۷) قران السعدین فی ایمان الابوین الکریمین (۸) وہابی کی نشانی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبانی (۹) خنجر رضوی بر گردن سلفی (۱۰) احادیث نبویہ فی فضائل مدینہ منورہ (۱۱) فضائل معلم ومتعلم (۱۲) الاربعین (۱۳) تحفۂ معینیہ ترجمہ رسالہ شریفیہ (۱۴) معین الایضاح شرح نور الایضاح (۱۵) معین الاحسن شرح ملاحسن (۱۶) الشرح الرضوی بشرح البیضاوی (۱۷) الشرح الرضوی بشرح عقائد نسفی (۱۸) الشرح الرضوی بشرح القطبی (۱۹) الشرح الرضوی بشرح ملا جامی (۲۰) معین الاشراف فی تخریج معنی تہذیب الاسلاف (۲۱) علمائے دیوبند اپنے آئینے میں (۲۲) تنورات فی حل مرقاۃ (۲۳) تحفہ الاخیار فی مولد المختار (۲۴) تحفہ القوی فی حل کتاب مولد النبی (۲۵) الدرر الکامنہ فی قبر آمنہ (۲۶) الدرج المنیفہ فی احیاء آمنہ (۲۷) تجلی الیقین بان نبینا خاتم النبیین (۲۸) فضائل اویس قرنی (۲۹) الفیوضات الرضویہ فی مسائل الاضحیہ (۳۰) قہر الدیان علی مشتاق الشیطان (۳۱) فتاویٰ حشمت العلوم۔

ازقلم

مولانا محمد عرفان رضا رضوی

نگاہ اولین

الحمد لله و لی النعمة والصلوة علی نبی الرحمة المؤید با لعصمة لتعلیم الحکمة وعلی اٰله وصحبه خیار الا مة

اما بعد

''مرقات'' فن منطق میں ایک مفید کتاب مانی جاتی ہے جوتقریبا ہر چھوٹے بڑے دار العلوم میں پڑھائی جاتی ہے داخل نصاب ہونے کی وجہ سے ترجمہ کرنے کے لئے عزیزم حافظ محمد راشد احمد خاں رضوی نے پیش کش کی اس سبب سے اس کا ترجمہ کرنا پڑا کہنے کوتو یہ کوئی اہم کام نہیں ہے لیکن کسی کتاب کا لسانی ترجمہ جامہ تبدیل کرنا (دوسری زبان میں ترجمہ کرنا) کوئی سہل کام نہیں ہوتا ہے اس راہ میں طرح طرح کی دشواریاں پیش آتی ہیں اس راہ سے گزرنے والے جانتے ہیں کہ اس کو سر کرنے میں کتنے پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں جبھی تو مانا جاتا ہے کہ ''ترجمہ کتاب'' سے آسان تر ہوتا ہے از سرنو تصنیف کرنا ترجمہ تصنیف سے زیادہ نازک ودشوار کام ہے۔

اہل علم حضرات سے عرض ہے کہ اگر ترجمہ میں کہیں کوئی لغزش نظر آئے تو اس سے مطلع کرنے کی زحمت فرمائیں۔

رب ذوالجلال کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اپنے حبیب پاک ﷺ وجملہ بزرگان دین خصوصا امام اہل سنت اعلی حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا رضی اللہ عنہ کے طفیل اصل کتاب کی طرح اس ترجمہ کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور اس کو میرے اور میرے اساتذہ ذوی الاحترام اور والدین کریمین کے لئے معافی سیئات وحسن خاتمہ کا باعث بنائے۔آمین بجاہ حبیبه سید المر سلین علیه افضل الصلوۃ واکمل التسلیم ﷺ

خاک پائے حبیب

محمد معین الدین خاں حنفی رضوی ہیم پوری

۱۶ ربیع النور شریف ۱۴۳۶ھ ۸ جنوری ۲۰۱۵ء

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان نہایت رحم والا

تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو بغیر نمونہ کے پیدا کیا۔اور صلوٰۃ کا نزول ان پر ہو جو اس وقت نبی تھے جبکہ آدم علیہم السلام آب وگل کی منزلیں طے کر رہے تھے۔اور صلوٰۃ کا نزول ہو ان کے تمام آل واصحاب پر اور حمد وصلوٰۃ کے بعد پس یہ چند فصلیں علم منطق (میزان) میں ہیں۔جن کو اچھی طرح یاد کر لینا ان لوگوں کے لئے ضروری ہے جو یہ ارادہ کرے کہ ذہن والوں میں سے یاد کیا جائے اور اللہ ہی پر بھروسہ اور وہی لائق استعانت ہے یہ **مقدمہ** ہے۔جان لیجئے کہ **علم** کئی معنوں پر بولا جاتا ہے

پہلا معنی شئی کی صورت کا عقل میں حاصل ہونا ہے **دوسرا** معنی وہ صورت ہے جو شئی سے عقل کے نزدیک حاصل ہو **تیسرا** معنی وہ ہے جو مدرک کے پاس حاضر وموجود ہو۔**چوتھا** معنی نفس ناطقہ کا اس صورت کو قبول کرنا ہے۔**پانچواں** معنی وہ اضافت وتعلق ہے جو عالم ومعلوم کے درمیان حاصل ہوتی ہے۔اور علم دوقسموں پر منقسم ہے ان میں سے ایک کو **تصور** کہا جاتا ہے اور دوسرے کو **تصدیق** کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے۔لیکن تصور تو وہ علم ہے جو حکم سے خالی ہو۔اور حکم سے مراد ایک امر کی نسبت دوسرے امر کی طرف ہے ایجابا یا سلبا اور ایقاعا یا انتزاعا بھی کہا جا سکتا ہے اور حکم کی تفسیر کبھی وقوع نسبت یا لا وقوع نسبت کے ساتھ کی جاتی ہے چنانچہ جب آپ تصور کریں صرف **زید** یا صرف **قائم** کا بغیر حکم کے خواہ **قیام** کو **زید** کے لئے ثابت کیا جائے یا اس سے سلب کیا جائے لیکن **تصدیق حکماء** کے مذہب پر اس حکم کو کہتے ہیں۔جو تصورات ثلاثہ کا مقارن ہو پس تصورات ثلاثہ وجود تصدیق کے لئے شرط ہوئے اسی وجہ سے کوئی تصدیق تصور کے بغیر نہیں پایا جاتا اور۔

امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں:۔کہ تصدیق نام ہے حکم اور تصورات کے اطراف کے مجموعہ کا پس جب آپ **زید قائم** کہیں اور قیام زید کا آپ کو اذعان ہو جائے تو آپ کو تین علم حاصل ہوں گے ایک زید کا علم اور دوسرا قائم کا علم اور تیسرا معنی رابطی کا علم جس کو تعبیر کرنے کے لئے فارسی میں ہست قضیہ موجبہ

میں اور نیست قضیہ سالبہ میں اور ہے اور نہیں ہندی میں یعنی اردو میں اور اس معنی رابطی کو حکم کہا جاتا ہے اور کبھی نسبت حکمیہ بھی پس جو خبریں ہم نے آپ کو بتائیں اس کو آپ نے محفوظ کرلیا اس کے بعد یہ جانئے کہ حکماء صرف معنی رابطی کے علم کو تصدیق کہتے ہیں۔

اور امام رازی تینوں علوم کے مجموعہ کو تصدیق کہتے ہیں یعنی تصور محکوم علیہ وتصور محکوم بہ اور نسبت حکمیہ کے علم کو اور اس کو حکم بھی کہا جاتا ہے۔

فصل (۱) تصور کی دو قسمیں ہیں ان میں سے ایک بدیہی ہے جو نظر وکسب کے بغیر حاصل ہوتی ہے جیسے ہمارا تصور کرنا حرارت و برودت کا اور بدیہی کو ضروری بھی کہا جاتا ہے اور دوسری قسم نظری ہے جسکو حاصل کرنے کے لئے نظر وفکر کی ضرورت ہوتی ہے جیسے ہمارا تصور کرنا جن وفرشتہ کا پس ہم ان جیسے تصورات کی نظر وفکر کی ترتیب وجستجو کے محتاج ہوتے ہیں اور نظری کو کسبی بھی کہا جاتا ہے۔اور تصدیق کی بھی دو قسمیں ہیں ان میں سے ایک قسم تصدیق بدیہی ہے جو فکر وکسب کے بغیر حاصل ہوتی ہے اور دوسری قسم تصدیق نظری ہے جو فکر وکسب کا محتاج ہوتی ہے پہلی قسم کی مثال کل جزء سے بڑا ہوتا ہے اور دو چار کا آدھا ہوتا ہے اور دوسری قسم کی مثال عالم حادث ہے اور عالم کا بنانے والا موجود ہے اور اسی طرح ان کے علاوہ ہے۔

فوائد۔اور جبکہ آپ نے معلوم کرلیا کہ نظریات مطلقا تصوری ہوں یا تصدیقی نظر وفکر کا محتاج ہیں تو آپ کے لئے ضروری ہوا کہ نظر کے معنی کو جانیں۔

پس میں کہتا ہوں کہ نظر منطقیوں کی اصلاح میں نام ہے چند معلوم امور کے ترتیب دینے کا تاکہ وہ ترتیب تحصیل مجہول کی طرف مودی ہو چنانچہ جب ان معلومات کو ترتیب دیا جائے جو آپ کو حاصل ہیں یعنی عالم کا متغیر ہونا اور ہر متغیر کا حادث ہونا اور آپ اس کو اس طرح کہیں العالم متغیر و کل متغیر حادث تو اس نظر وترتیب سے آپ کو ایک دوسرے قضیہ کا علم حاصل ہوجائے گا جو اس سے پہلے آپ کو حاصل نہ تھا اور وہ العالم حادث ہے۔

فصل (۲) ۔آپ یہ گمان کرنے سے پرہیز کریں کہ ہر ترتیب صحیح ودرست ہوتی ہے کیسے ہر ترتیب صحیح

ودرست ہوسکتی ہے؟اس لئے کہ معاملہ اگر ایسا ہوکہ ہر ترتیب صحیح ودرست ہوتوارباب فکر ونظر کے درمیان کوئی اختلاف وتناقض واقع نہ ہوتا حالانکہ انکے درمیان اختلاف وتناقض موجود ہے پس کچھ ارباب فکر ونظر کا کہنا ہے کہ عالم حادث ہےاوروہ اپنے اس قول سے استدلال پیش کرتے ہیں کہ عالم متغیر ہےاور ہر متغیر حادث ہے پس عالم حادث ہے۔اور کچھ ارباب فکر ونظر گمان کرتے ہیں کہ عالم قدیم غیر مسبوق بالعدم ہےاوراس پر اپنے اس قول سے دلیل دیتے ہیں کہ عالم مؤثر سے مستغنی ہےاور ہر وہ چیز جس کی یہ شان ہے وہ قدیم ہے۔اور نہ میں آپ کواس امر میں متردد گمان کرتا ہوں کہ دونوں فکروں میں سے ایک صحیح وحق ہےاور دوسرا فاسد وغلط ہے جب کہ عقلاء کی فکر میں غلطی واقع ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ انسانی فطرت غلط کو صحیح سے علیٰحدہ کرنے اور چھلکا کو مغز سے امتیاز کرنے کے لئے کافی نہیں پس اس میں ضرورت پیش آئی ایک ایسے قانون کی جو اس غلطی سے بچائے جو فکر میں واقع ہوتی ہے جس میں معلومات سے مجہولات کے اکتساب کے طریقے بیان کئے جائیں اوریہی وہ قانون منطق ومیزان ہے۔

منطق کہنے کی وجہ :۔اس وجہ سے ہے کہ اس کی تاثیر نطق ظاہری یعنی گفتگو میں ہوتی ہے اس لئے کہ جو منطق کا جاننے والا ہے وہ گفتگو پر قوی ہوتا ہے کہ نہ جاننے والا اس پر قوی نہیں ہوتا اوراسی طرح اس کی تاثیر نطق باطنی یعنی ادراک میں ہوتی ہے کیونکہ جو منطق کا ماہر ہوتا ہے وہ چیزوں کی حقیقتوں کو پہنچانتا ہے اوراس کی اجناس وفصول وانواع اور لوازم اور خواص کو جانتا ہے برخلاف وہ شخص کہ جو اس علم شریف سے نا آشنا ہو۔

میزان کہنے کی وجہ ۔اس لئے کہ وہ عقل کا ترازو ہے جس سے افکار صحیحہ کو وزن کیا جاتا ہےاور اس سے پہچانا جاتا ہے اس چیز کی کمی کو جو افکار فاسدہ میں ہےاوراس چیز کے خلل کو جو انظار کاسدہ میں ہے اسی وجہ سے اس کو العلم الالی کہا جاتا ہے کیونکہ وہ تمام علوم خصوصا علوم حکمیہ یعنی فلسفہ کے لئے آلہ ہے

فصل (۳)۔آپ جانئے کہ ارسطا طالیس حکیم نے اس علم کو اسکندر رومی کے حکم سے جمع کیا اسی وجہ سے ان کو معلم اول کا لقب دیا جاتا ہےاور فارابی نے اس فن کو بہتر طریقے سے ترتیب دیا۔اسی وجہ سے ان کو معلم ثانی

کہا جاتا ہے اور فارابی کی کتابیں برباد ہو جانے کے بعد اس کو شیخ ابو علی بن سینا نے تفصیل کیا

فائدہ۔ امید کہ آپ جان چکے اس چیز کو جو ہم نے آپ کے پاس بیان حاجت الیہ میں منطق کی تعریف کو بیان کیا کہ منطق ان قوانین کا جاننا ہے کہ جن کی رعایت ذہن کو خطاء فی الفکر سے بچاتی ہے۔

فصل (۴)۔ ہر علم کا موضوع وہ ہے جس میں اس کے عوارض ذاتیہ سے بحث کی جائے جیسے بدن انسان علم طب کے لئے اور کلمہ وکلام علم نحو کے لئے پس منطق کا موضوع معلومات تصوریہ وتصدیقیہ ہیں لیکن مطلقا نہیں بلکہ اس حیثیت سے کہ معلومات تصوریہ مجہول تصوری کا موصل ہوں اور معلومات تصدیقیہ مجہول تصدیقی کا موصل ہوں۔

فائدہ۔ آپ جانئے کہ ہر علم صناعت کے لئے غایت ہوتی ہے ورنہ اس کی طلب بیکار اور اس میں کوشش لغو ہو جائے گی اور علم میزان کی غایت فکر کو درست کرنا اور ذہن کو اس خطا سے محفوظ رکھنا ہے جو نظر میں واقع ہوتی ہے۔

فصل (۵)۔ منطقی کو اس حیثیت سے کہ منطقی ہے بحث الفاظ سے کوئی کام نہیں کیونکہ یہ بحث الفاظ منطق کی غرض وغایت سے الگ ہیں لیکن پھر بھی منطقی کے لئے بحث الفاظ کا ہونا ضروری ہے جو معانی پر دال ہیں کیونکہ فائدہ حاصل کرنا بحث الفاظ پر موقوف ہے اسی وجہ سے دلالت اور الفاظ کی بحث کو منطق کی کتابوں میں مقدم کیا جاتا ہے۔

فصل (۶)۔ یہ فصل دلالت سے متعلق ہے۔ دلالت لغت میں بمعنی ارشاد یعنی راستہ دکھانا ہے۔ اور اصطلاح میں کسی چیز کا اس طرح ہونا کہ اس کے جاننے سے دوسری چیز کا جاننا لازم آئے۔ اور دلالت کی دو قسمیں ہیں لفظیہ اور غیر لفظیہ اور لفظیہ وہ ہے جس میں دال لفظ ہو اور غیر لفظیہ وہ ہے جس میں دال لفظ نہ ہو اور ان دونوں میں سے ہر ایک تین قسموں پر ہیں۔

ان چھ دلالتوں میں سے ایک لفظیہ وضعیہ ہے جیسے لفظ زید کی دلالت اس کے مسمی پر اور دوسری دلالت لفظیہ طبعیہ ہے جیسے لفظ اح اح کی دلالت سینہ کے درد پر اُح اُح ہمزہ کے ضم اور حاء مہملہ کے سکون کے ساتھ ہے اور بعض نے کہا کہ اَح اَح ہمزہ کے فتح کے ساتھ ہے کیونکہ بولنے والی طبیعت سینہ میں درد

لاحق ہونے کے وقت اس لفظ کے ظاہر کرنے پر مجبور ہو جاتی ہے۔

اور تیسری دلالت لفظیہ عقلیہ ہے۔جیسے لفظ دیز کی دلالت جو دیوار کے پیچھے سے مسموع ہے بولنے والے کے وجود پر۔

ان دلالتوں میں سے چوتھی دلالت غیر لفظیہ وضعیہ ہے ۔جیسے دوال اربعہ کی دلالت ان کے مدلولات پر اور پانچویں دلالت غیر لفظیہ طبعیہ ہے جیسے گھوڑے کے ہنہنانے کی دلالت پانی اور گھاس کے طلب پر اور چھٹی دلالت غیر لفظیہ عقلیہ ہے جیسے دھواں کی دلالت آگ پر پس یہ چھ دلالتیں ہوئیں۔

اور منطقی صرف دلالت لفظیہ وضعیہ ہی سے بحث کرتے ہیں اس لئے کہ غیر کو فائدہ پہونچانا اور غیر سے فائدہ حاصل کرنا دلالت لفظیہ وضعیہ ہی سے بسہولت میسر ہوتے ہیں ۔ برخلاف اس کے علاوہ ۔ کیونکہ دوسری دلالتوں سے فائدہ پہونچانا اور فائدہ حاصل کرنا دشواری سے خالی نہیں اس کو خوب سمجھ لیں۔

فصل (۷)۔اور یہ جاننا مناسب ہوگا کہ دلالت لفظیہ وضعیہ کہ جس کا محاوروں اور علوم میں اعتبار ہے تین قسموں پر ہے ان میں سے ایک دلالت مطابقی ہے اور وہ دلالت ہے کہ لفظ اس کے تمام ماوضع لہ پر دلالت کرے جیسے لفظ انسان کی دلالت حیوان ناطق کے مجموعہ پر اور ان میں دوسری دلالت تضمنی ہے اور وہ دلالت ہے کہ لفظ موضوع لہٗ کے جزء پر دلالت کرے جیسے انسان کی دلالت صرف حیوان یا صرف ناطق پر اور ان میں سے تیسری دلالت التزامی ہے اور وہ دلالت ہے کہ لفظ نہ معنی موضوع لہٗ پر دلالت کرے اور نہ اس کے جزء پر بلکہ ایسے معنی پر دلالت کرے جو معنی موضوع لہٗ کا خارج لازم ہو۔اور لازم وہ ہے کہ جس کی طرف ذہن موضوع لہٗ سے منتقل کرے جیسے انسان کی دلالت قابل علم اور صنعت کتابت پر اور جیسے لفظ عمی کی دلالت بصر پر۔

فصل (۸)۔دلالت تضمنی اور التزامی ،دلالت مطابقی کے بغیر نہیں پائی جاتیں اور وہ اس لئے کہ کل کے بغیر جزء کا تصور نہیں ہوتا اسی طرح ملزوم کے بغیر لازم کا تصور نہیں ہوتا اور تابع کا وجود متبوع کے بغیر نہیں ہوتا اور دلالت مطابقی کبھی دلالت تضمنی والتزامی کے بغیر پائی جاتی ہے کیونکہ جائز ہے کہ لفظ معنی بسیط کے لئے

موضوع ہو کہ جس کا نہ کوئی جزء ہو اور نہ لازم ہو۔

پس اگر آپ اعتراض کریں کہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ معنی پایا جائے اس کا کوئی لازم نہ ہو کیونکہ ہر معنی کے لئے کوئی لازم ضرور ہوتا ہے کم سے کم اس کے لئے یہ لازم ضرور ہے کہ وہ اپنا غیر نہیں۔

ہم جواب دیں گے کہ دلالت التزامی میں لازم سے مراد لازم بین ہے کہ ذہن ملزوم سے اسکی طرف منتقل ہوتا ہے اور آپ کا قول **لیس غیرہ لوازم بینہ** سے نہیں اس لئے کہ ہم اکثر معانی کا تصور کرتے ہیں اور ہمارے دل میں غیر کے معنی کا خطرہ نہیں گذرتا **چہ جائکہ لیس** غیرہ کا تصور ہو۔

فصل (۹)۔ لفظ جو معنی پر دلالت کرتا ہے مفرد ہے یا مرکب پس مفرد وہ لفظ ہے جس کے جزء سے اس کے معنی کے جزء پر دلالت مقصود نہ ہو جیسے ہمزہ استفہام کی دلالت اس کے معنی پر اور زید کی دلالت اس کے مسمی پر اور عبداللہ کی دلالت معنی مسمی پر۔ اور مرکب وہ لفظ ہے جس کے جزء سے اس کے معنی کے جزء پر دلالت مقصود ہو جیسے زید قائم کی دلالت اس کے معنی پر اور رامی السھم کی دلالت اس کے مضمون پر پھر مفرد تین قسموں پر ہے کیونکہ اگر اس کا معنی مستقل بالمفھویۃ ہو یعنی اس کے سمجھنے میں ضم ضمیمہ کا محتاج نہ ہو تو وہ اسم ہے اگر وہ معنی تینوں زمانوں میں سے کسی زمانہ کے ساتھ مقترن نہ ہو اور کلمہ ہے اگر زمانہ کیساتھ مقترن ہو اور اگر اس کا معنی مستقل نہ ہو تو وہ ادات ہے میزانیوں کے عرف میں اور حرف ہے نحویوں کی اصطلاح میں اس کو خوب محفوظ کر لیجئے۔

فصل (۱۰)۔ آپ جانئے کہ بعض لوگوں نے یہ گمان کیا ہے کہ کلمہ اہل میزان کے نزدیک وہی ہے جس کو علم نحو میں فعل کہا جاتا ہے حالانکہ یہ گمان صحیح نہیں کیونکہ فعل کلمہ سے عام ہے۔ آپ نہیں دیکھتے کہ جیسے اضرب اور نضرب اور اس کے امثال نحویوں کے نزدیک فعل ہیں اور منطیقوں کے نزدیک کلمہ نہیں اس لئے کہ کلمہ مفرد کے اقسام سے ہے اور جیسے اضرب مثلاً مفرد نہیں بلکہ وہ مرکب ہے کیونکہ اس کے لفظ کا جزء معنی کے جزء پر دلالت کرتا ہے اس لئے ہمزہ متکلم پر دلالت کرتا ہے اور **ض ر ب** معنی حدث پر۔

فصل (۱۱)۔ مفرد کی کبھی دوسری تقسیم کی جاتی ہے اور یہ کہ مفرد کا معنی ایک ہوگا یا کثیر اور وہ مفرد جس کا معنی

ایک ہے تین قسموں پر ہے کیونکہ خالی نہیں یا اس کا معنی متعین ومشخص ہے یا نہیں یا پہلی قسم کو علم کہا جاتا ہے جیسے زید اور ھذا و ھو اور اولیٰ یہ ہے کہ اس قسم کو جزئی حقیقی کہا جائے۔

اور دوسری قسم یعنی وہ مفرد کہ جس کا معنی واحد مشخص نہ ہو بلکہ اس کے لئے افراد کثیرہ ہوں اس کی دوسری قسمیں ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ اس معنی کا صدق اپنے تمام افراد پر برابر و یکساں ہو بغیر یہ کہ متفاوت ہو اولیت یا اولویت یا اشدیت یا ازیدت کا اور اس قسم کا نام متواطی اس لئے رکھا جاتا ہے کہ اس کے افراد اس معنی عام کے صادق آنے میں متواطی ومتوافق ہیں جیسے انسان نسبت کرتے ہوئے زید وعمر وبکر کی طرف۔اور دوسری صورت یہ ہے کہ اس کا معنی عام کا صدق اپنے تمام افراد پر برابر نہ ہو بلکہ اس معنی کا صدق بعض افراد پر اولیت کیساتھ ہو یا اشدیت کے ساتھ یا الویت کے ساتھ اور اس کا صدق بعض آخر پر اس کے ضد کے ساتھ ہو جیسے وجود بہ نسبت واجب جل مجدہٗ اور بہ نسبت ممکن اور جیسے بیاض بہ نسبت برف اور ہاتھی کے دانت کے۔اس قسم کا نام مشکک اس لئے رکھا جاتا ہے کہ وہ ناظر کو متواطی یا مشترک ہونے میں شک میں ڈال دیتا ہے۔

فصل (۱۲)۔جس لفظ مفرد کے معنی کثیر ہوں اس کی چند قسمیں ہیں دلیل حصر یہ ہے کہ لفظ کہ جس کا معنی کثیر ہے اگر اس لفظ کی وضع ہر معنی کے لئے ابتدأءً متعدد علیحدہ وضعوں سے کیا گیا ہے تو اس کا نام مشترک رکھا جاتا ہے جیسے لفظ عین کہ اسکو کبھی سونا کے لئے وضع کیا گیا ہے اور کبھی آنکھ کے لئے اور کبھی گھٹنے کے لئے۔اور اگر ہر معنی کے لئے ابتدأءً وضع نہیں کیا گیا بلکہ پہلے ایک معنی کے لئے وضع کیا گیا ہے پھر دوسرے معنی میں استعمال کیا گیا اس وجہ سے کہ دونوں کے درمیان مناسبت موجود ہے اگر دوسرے معنی میں مشہور ہو جائے اور اپنے موضوع اول کو چھوڑ دے تو اس کا نام منقول رکھا جاتا ہے اور ناقل کے لحاظ سے منقول کی تین قسمیں ہیں۔ان تینوں میں سے ایک قسم منقول عرفی ہے ناقل کے عرف عام ہونے کے اعتبار سے اور دوسری قسم منقول شرعی ہے اس کا ناقل ارباب شرع ہونے کے اعتبار سے اور تیسری قسم منقول اصطلاحی ہے اس کا ناقل عرف خاص اور طائفہ مخصوصہ ہونے کے اعتبار سے۔پہلی قسم کی مثال جیسے لفظ دابہ کہ وہ اصل میں موضوع تھا ہر اس

چیز کے لئے جوزمین پر چلے پھراس کو عام لوگوں نے گھوڑا یا چوپایہ کے لئے نقل کر دیا۔دوسرے قسم کی مثال جیسے لفظ صلوٰۃ کہ وہ اصل میں دعاء کے معنی میں تھا پھراس کو شارع نے ارکان مخصوصہ کی طرف نقل کر دیا۔ تیسری قسم کی مثال جیسے لفظ اسم کی وہ لغت میں علو کے معنی میں تھا پھراس کو نحویوں نے اس کلمہ کی طرف نقل کردیا جو مستقل ہو دلالت میں تینوں زمانوں میں سے کسی زمانہ کیساتھ مقترن نہ ہواور اگر دوسرے معنی میں مشہور نہ ہوا ہواور معنی اول کو نہ چھوڑا ہو بلکہ کبھی موضوع اول میں مستعمل ہوتا ہواور کبھی موضوع ثانی میں تو اس قسم کا نام حقیقت رکھا جاتا ہے معنی اول کی طرف نسبت کرتے ہوئے اور مجاز رکھا جاتا ہے معنی ثانی کی طرف نسبت کرتے ہوئے جیسے لفظ اسد بہ نسبت حیوان مفترس اور مرد بہادر کے پس وہ اول کی بہ نسبت حقیقت ہے اور دوم کی بہ نسبت مجاز ہے۔

فصل (۱۳)۔اگر لفظ متعدد ہوں اور معنی ایک ہوتو اس کا نام مترادف رکھا جاتا ہے جیسے اسد اور لیث اور غیم اور غیث۔

فصل (۱۴)۔مرکب کی دو قسمیں ہیں ان میں سے ایک مرکب تام ہے اور وہ وہ ہے جس پر سکوت صحیح ہو جیسے **زید قائم** دوسری قسم مرکب ناقص ہے اور وہ وہ ہے جو ایسا نہ ہو۔

فصل (۱۵)۔مرکب تام کی دو قسمیں ہیں ان میں سے ایک خبر و قضیہ ہے اور وہ مرکب ہے جس سے حکایت کا قصد کیا جائے اور صدق وکذب کا احتمال رکھے اور اس کے قائل کو یہ کہا جائے کہ وہ صادق ہے یا کاذب ہے جیسے آسمان ہمارے اوپر ہے اور عالم حادث ہے پس اگر اعتراض کیا جائے کہ ہمارے قول لا الہ الا اللہ قضیہ وخبر ہے باوجودیکہ وہ کذب کا احتمال نہیں رکھتا۔میں جواب دونگا لفظ کذب کا احتمال رکھتا ہے اگر چہ محکوم ومحکوم علیہ کی طرف نظر کیا جائے تو کذب کا احتمال نہیں رکھتا اور دوسری قسم کو انشاء کہا جاتا ہے اور انشاء کی چند قسمیں ہیں امر اور نہی اور ترجی اور تمنی اور استفہام اور نداء۔

فصل (۱۶)۔مرکب ناقص چند قسموں پر ہے ان میں ایک مرکب اضافی ہے جیسے غلام زید اور ان میں سے دوسری قسم مرکب توصیفی ہے جیسے **الرجل العالم** اور ان میں تیسری قسم مرکب غیر تقئیدی ہے جیسے **فی**

الدار اور یہاں بحث الفاظ مکمل ہوگئی اور اس وقت ہم آپکو بحث معانی کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔

فصل (۱۷)۔ مفہوم یعنی وہ جو ذہن میں حاصل ہو اس کی دو قسمیں ہیں ان میں سے ایک جزئی ہے اور دوسری کلی ہے لیکن جزئی تو وہ مفہوم ہے کہ جس کا نفس تصور کثیرین پر صادق آنے سے مانع ہو جیسے زید و عمر اور یہ گھوڑا ہے اور یہ دیوار ہے اور لیکن کلی تو وہ مفہوم ہے کہ جسکا نفس تصور وقوع شرکت سے مانع نہ ہو اور نہ کثیرین پر صادق آنے سے مانع ہو جیسے انسان اور گھوڑا۔

اور کبھی کلی و جزئی کی دوسری تفسیر بیان کی جاتی ہے لیکن کلی وہ مفہوم ہے جس کے تکثر کو اس کے تصور کے لحاظ سے عقل جائز رکھے اور لیکن جزئی وہ مفہوم ہے جو ایسا نہ ہو۔

فصل (۱۸)۔ کلی کی چند قسمیں ہیں ان میں سے ایک وہ کلی ہے جس کے افراد کا وجود خارج میں ممتنع ہو جیسے لا شئ ولا ممکن ولا موجود اور دوسری قسم وہ کلی ہے جس کے افراد کا خارج میں پایا جانا ممکن ہو لیکن اس کا ایک فرد بھی خارج میں نہ پایا جائے جیسے عنقا اور یاقوت کا پہاڑ۔ اور تیسری قسم وہ کلی ہے جس کے افراد خارج میں ممکن ہوں لیکن خارج میں صرف ایک فرد پایا جائے جیسے آفتاب اور واجب تعالیٰ اور چوتھی قسم وہ کلی ہے جس کے افراد خارج میں کثیر پائے جائیں لیکن وہ متناہی ہوں جیسے کواکب سیارہ وہ سات ہیں۔

(۱) آفتاب (۲) چاند (۳) زہرہ (۴) زحل (۵) عطارد (۶) مشتری (۷) مریخ۔

یا وہ افراد غیر متناہی ہوں جیسے انسان اور گھوڑا اور بھیڑ اور بکری اور گائے کے افراد کلی و جزئی کی تعریف پر ایک سوال وارد کیا گیا ہے جس کی تقریر یہ ہے کہ وہ صورت جو معین انڈا سے حاصل ہو اور وہ شبہ جو دور سے نظر آئے اور بچہ کا وہ محسوس کرنا جو ولادت کے شروع زمانہ میں ہوتا ہے تمام جزئیات میں باوجود یکہ ان پر کلی کی تعریف صادق آتی ہے کیونکہ ان صورتوں میں کثیرین پر ان کے صدق کا فرض کرنا ممتنع نہیں۔

جواب یہ ہے کہ کلی کی تعریف میں مفہوم کے صدق سے مراد بطور اجتماع صادق آنا ہے اور یہ صورتیں یعنی معین انڈا کی صورت وغیرہ کثیرین پر بدلیت کے طور پر صاق آتی ہے ایک ساتھ نہیں اس لئے کہ ان صورتوں میں وحدت ماخوذ ہے کیونکہ یہ بدیہی ہے کہ وہ معین جزئی مادہ سے ماخوذ ہیں اور اگر ان کے اندر

وحدت کا اعتبار نہ ہوتا تو وہ صورتیں کلی ہو جاتیں اس پر کوئی اشکال لازم نہیں آتا اس کو یاد رکھو ۔

فصل (۱۹)۔ یہ فصل ہے دو کلیوں کے درمیان نسبت کے بیان میں آپ جانئے کہ نسبت دو کلیوں کے درمیان چار قسموں پر متصور ہوتی ہے اس لئے کہ جب دو کلیوں کو لیا جائے تو آیا ان دونوں میں ہر ایک کلی اس فرد پر صادق آتی ہے جس پر دوسری کلی صادق آتی ہے تو دونوں کلیوں کو متساویاں کہا جاتا ہے جیسے انسان و ناطق کیونکہ ہر انسان ناطق ہے اور ہر ناطق انسان ہے۔ یا دوسری کلی صادق آئے ان میں سے ایک کے تمام افراد پر تو ان دونوں کلیوں کے درمیان عموم وخصوص کی نسبت ہے جیسے حیوان اور انسان پس حیوان ان تمام افراد پر صادق آئے گا جن پر انسان صادق آتا ہے اور انسان ان تمام افراد پر صادق نہیں آئیگا جن پر حیوان صادق آتا ہے بلکہ اس کے بعض فرد پر صادق آئیگا۔ یا صادق نہ آئے دو کلیوں میں سے کوئی بھی ایک چیز جس پر دوسری کلی صادق آتی ہے تو ان دونوں کلیوں کو متبائنان کہا جاتا ہے جیسے انسان وفرس یا صادق آئے ان دونوں کلیوں میں سے ہر ایک بعض اس فرد پر جس پر دوسری کلی صادق آئی ہے تو ان دونوں کلیوں کے درمیان عموم وخصوص من وجہ کی نسبت ہے جیسے ابیض اور حیوان پس بطخ میں دونوں میں سے ہر ایک صادق آتا ہے اور ہاتھی میں صرف حیوان صادق آتا ہے اور برف اور ہاتھی کے دانت میں صرف ابیض صادق آتا ہے۔ تو یہ چار نسبتیں ہوئیں۔ تساوی۔ اور تبائن۔ اور عموم وخصوص مطلق اور عموم وخصوص من وجہ اس کو آپ محفوظ کر لیجئے۔

فصل (۲۰)۔ اور جزئی کبھی دوسرے معنی کے لئے بولا جاتا ہے اور وہ مفہوم ہے جو خاص کسی عام کے تحت ہو پس انسان اس تعریف پر جزئی ہے کیونکہ وہ حیوان کے تحت داخل ہے اور ایسا ہی حیوان جزئی ہے اس لئے کہ وہ جسم نامی کے تحت داخل ہے اور ایسا ہی جسم نامی جزئی ہے کیونکہ وہ جسم مطلق کے تحت داخل ہے اور ایسا ہی جسم مطلق جزئی ہے اس لئے کہ وہ جوہر کے تحت داخل ہے۔ اور نسبت جزئی حقیقی اور اس جزئی کے درمیان جس کو جزئی اضافی کہا جاتا ہے عموم وخصوص مطلق ہے کیونکہ دونوں مثلاً زید میں جمع ہے اور انسان میں جزئی اضافی صادق ہے حقیقی نہیں کیونکہ وہ جزئی اضافی ہے جزئی حقیقی نہیں اس لئے کہ اس کا کثیرین پر صادق ہونا ممتنع نہیں۔

فصل (۲۱)۔کلیات کی پانچ قسمیں ہیں:۔پہلی قسم جنس ہے اور وہ وہ کلی ہے جو کثیرین مختلفین بالحقائق پر ماھو کے جواب میں بولی جائے جیسے حیوان کہ وہ انسان وفرس وغنم پر بولا جاتا ہے جب کہ ان کے متعلق ماھی سے سوال کیا جائے اور یوں کہا جائے الانسان والفرس ماھما تو جواب حیوان ہوگا۔

فصل (۲۲)۔کلی کی دوسری قسم نوع ہے اور وہ وہ کلی ہے جو کثیرین متفقین بالحقائق پر ماھو کے جواب میں بولی جائے اور نوع کا ایک دوسرا معنی ہے جس کو نوع اضافی کہا جاتا ہے اور وہ ماہیت ہے کہ اس پر اور اس کے غیر پر مــاھـو کے جواب میں جنس بولی جائے۔اور نوع حقیقی اور نوعی اضافی کے درمیان عموم وخصوص من وجہ کی نسبت ہے کیونکہ انسان پر دونوں صادق ہیں اور لفظ میں نوع حقیقی صادق ہے نوع اضافی نہیں اور حیوان میں نوع اضافی صادق ہے نوع حقیقی نہیں۔

فصل (۲۳)۔یہ فصل اجناس کی ترتیب میں ہے۔جنس یا سافل ہے اور وہ جنس ہے جس کے نیچے جنس نہ ہو اور اس کے اوپر جنس ہو بلکہ اس کے نیچے نوع ہو جیسے حیوان کہ اس کے نیچے انسان ہے اور وہ نوع ہے اور اس کے اوپر جسم نامی ہے اور وہ جنس ہے پس حیوان جنس سافل ہے اور یا جنس متوسط ہے اور وہ جنس ہے جس کے نیچے جنس ہو اور اس کے اوپر بھی جنس ہو جیسے جسم نامی کہ اس کے نیچے حیوان ہے اور اس کے اوپر جسم مطلق ہے اور یا جنس عالی ہے اور وہ جنس ہے جس کے اوپر جنس نہ ہو اس کا نام جنس الاجناس بھی رکھا جاتا ہے جیسے جوہر کہ اس کے اوپر جنس نہیں اور اس کے نیچے جسم مطلق اور جسم نامی اور حیوان ہیں۔

فصل (۲۴)۔اجناس عالیہ دس ہیں اور عالم میں کوئی چیز بھی ان اجناس سے خارج نہیں اور ان اجناس عالیہ کو مقولات عشرہ بھی کہا جاتا ہے ان میں سے ایک جوہر ہے اور باقی نو مقولات عرض کے لئے ہیں اور جوہر وہ شئی ہے جو موضوع یعنی محل میں موجود نہ ہو بلکہ قائم بنفسہ ہو جیسے اجسام اور عرض وہ شئی ہے جو موضوع یعنی محل میں موجود ہو۔اور مقولات عرضیہ وہ کم ہے کیف واضافت واین وملک وفعل وانفعال ومتی ووضع اور ان تمام کو یہ فارسی شعر جمع کرنا ہے جس کا ترجمہ ہے کہ آج میں ایک لمبے اچھے مرد کو شہر میں دیکھا جو اپنے معشوق کے ساتھ بیٹھا اور اپنے کام ومقصد میں کامیاب تھا۔

فصل (۲۵)۔ یہ فصل انواع کی ترتیب کے بیان میں ہے آپ جانئے کہ انواع کبھی متنازل ہوکر مترتب ہوتی ہے پس نوع کبھی اس کے تحت نوع ہوتی ہے اس کے اوپر نہیں تو وہ نوع عالی ہے اور کبھی اس کے تحت نوع ہوتی ہے اور اس کے اوپر بھی وہ نوع متوسط ہے اور کبھی اس کے تحت نوع نہیں ہوتی اس کے اوپر نوع ہوتی ہے وہ نوع سافل ہے اور اس کو نوع الانواع بھی کہا جاتا ہے۔

فصل (۲۶)۔ کلی کی تیسری قسم فصل ہے اور وہ کلی ہے جو کسی شئی پر **ای شیٔ ھو فی ذاتہ** کے جواب میں بولی جائے مثلا جب کہ انسان کے متعلق **ای شیٔ ھو فی ذاتہ** کے ذریعہ سوال کیا جائے تو جواب اس طرح دیا جائیگا کہ وہ ناطق ہے۔ اور فصل کی دو قسمیں ہیں قریب اور بعید پس قریب وہ فصل ہے جو جنس قریب کے مشارکات سے تمیز دے اور بعید وہ فصل ہے جو جنس بعید کے مشارکات سے تمیز دے پس پہلی قسم ناطق ہے انسان کے لئے اور دوسری قسم مثلا حساس ہے انسان کے لئے۔ اور فصل کی ایک نسبت نوع کی طرف ہوتی ہے پس اس وقت اس کا نام مقوم رکھا جاتا ہے کیونکہ وہ نوع کی قوام وحقیقت میں داخل ہوتی ہے اور دوسری نسبت جنس کی طرف ہوتی ہے پس اس وقت اس کا نام مقسم رکھا جاتا ہے کیونکہ وہ جنس کو تقسیم کردیتی ہے اور اسکی قسم پیدا کردیتی ہے جیسے ناطق کہ وہ انسان کا مقوم ہے اسلئے کہ انسان جوکہ حیوان ناطق ہے وہ حیوان کو تقسیم کردیتا ہے کیونکہ ناطق سے حیوان کی دو قسمیں حاصل ہوجاتی ہے جن میں سے ایک قسم حیوان ناطق ہے اور دوسری قسم حیوان غیر ناطق ہے

فصل (۲۷)۔ ہر فصل جو مقوم ہے عالی کا وہ مقوم ہے سافل کا جیسے قابل ابعاد ثلاثہ کہ وہ مقوم ہے جسم کا اور جسم مقوم ہے جسم نامی اور حیوان وانسان کا اور جیسے نامی کہ وہ جس طرح مقوم ہے جسم نامی کا مقوم ہے حیوان کا اور مقوم ہے انسان کا بھی اور جیسے حساس ومتحرک بالا رادہ کہ دونوں جس طرح مقوم ہیں حیوان کے مقوم ہیں انسان کے اور ہر وہ فصل جو مقوم ہے سافل کا وہ عالی کا مقوم نہیں کیونکہ ناطق انسان کا مقوم ہے اور وہ حیوان کا مقوم نہیں۔

فصل (۲۸)۔ ہر فصل جو مقسم ہے سافل کا وہ مقسم ہے عالی کا اس لئے کہ ناطق جس طرح حیوان کو ناطق اور

غیر ناطق کی طرف تقسیم کر دیتا ہے اسی طرح جسم مطلق کو جسم مطلق ناطق وجسم مطلق غیر ناطق کی طرف تقسیم کر دیتا ہے اور ہر فصل جو عالی کا مقسم ہے وہ سافل کا مقسم نہیں اس لئے کہ حساس مثلاً جسم نامی کو جسم نامی حساس وجسم نامی غیر حساس کی طرف تقسیم کر دیتا ہے اور حیوان کو حیوان حساس وحیوان غیر حساس کی طرف تقسیم نہیں کرتا کیونکہ ہر حیوان حساس ہوتا ہے اور کسی حیوان کو بھی غیر حساس نہیں پایا گیا۔

فصل (۲۹)۔ چوتھی کلی خاصہ ہے اور وہ کلی ہے جو افراد کی حقیقت سے خارج اوران افراد پر محمول ہے جو ایک حقیقت کے تحت واقع ہے جیسے ضاحک اور کاتب انسان کے لئے

فصل (۳۰)۔ کلیات سے پانچویں کلی عرض عام ہے اور وہ کلی ہے جو اپنے افراد کی حقیقت سے خارج ہو اور حقیقت واحدہ اور اس کے علاوہ حقیقت پر بولی جائے جیسے ماشی انسان اور گھوڑا کے افراد پر بولا جاتا ہے۔

فصل (۳۱)۔ اور جب آپ جان چکے اس بیان سے جو ہم نے ذکر کیا کہ کلیات پانچ ہیں پہلی کلی جنس ہے اور دوسری کلی نوع ہے اور تیسری کلی فصل ہے اور چوتھی کلی خاصہ ہے اور پانچویں کلی عرض عام ہے تو آپ جانئے کہ پہلی تینوں کلیوں کو ذاتیات کہا جاتا ہے اور آخیر دونوں کلیوں کو عرضیات کہا جاتا ہے اور اسم ذاتی کو کبھی صرف جنس وفصل کے ساتھ خاص کیا جاتا ہے اور اس اطلاق کے اعتبار سے نوع پر لفظ ذاتی کا اطلاق نہیں کیا جاتا۔

فصل (۳۲)۔ عرضی یعنی خاصہ اور عرض عام منقسم ہے لازم ومفارق کی طرف پس لازم وہ عرض ہے کہ جس کا شئی سے جدا ہونا محال ہو یا نظر کرتے ہوئے ماہیت کی طرف جیسے جوڑ دار ہونا چار کے لئے اور بے جوڑ ہونا تین کے لئے اس لئے کہ جوڑ دار ہونے کا چار سے اور بے جوڑ ہونے کا تین سے جدا ہونا محال ہے اور یا نظر کرتے ہوئے وجود کی طرف جیسے سیاہ ہونا حبشی کے لئے اس لئے کہ سیاہی حبشی کے وجود سے جدا ہونا محال ہے اس کی ماہیت سے نہیں کیونکہ اس کی ماہیت انسان ہے اور ظاہر ہے کہ سیاہی انسان کو لازم نہیں اور عرض مفارق وہ عرض ہے کہ جس کا ملزوم سے جدا ہونا محال نہ ہو جیسے **کتابت بالفعل انسان کے لئے** اور **مشی با لفعل انسان کے لئے**۔

فصل (۳۳)۔عرض لازم کی دو قسمیں ہیں پہلی قسم وہ عرض ہے کہ جس کا تصور اس کے ملزوم کے تصور سے لازم ہو جیسے بصر عمیٰ کے لئے اور دوسری قسم وہ عرض ہے کہ ملزوم اور لازم کے تصور سے جزم باللزوم لازم آئے جیسے جوڑ دار ہونا چار کے لئے کیونکہ جو چار کا تصور کریگا اور جوڑ دار ہونے کے مفہوم کا تصور کرے گا تو بداہتہً یہ تصور کرے گا کہ چار جوڑ دار ہے اور دو برابر حصوں منقسم ہے۔

فصل (۳۴)۔عرض مفارق وہ ہے جس کا معروض سے جدا ہونا ممکن ہو اس کی بھی دو قسمیں ہیں ان میں سے ایک وہ ہے جس کا عروض ملزوم کے لئے دائمی ہو جیسے حرکت آسمان کے لئے دوسری قسم وہ ہے جو معروض سے جدا ہو عام ہے کہ فوراً جدا ہو جیسے شرمندہ ہونے والے کے چہرہ کی سرخی اور ڈرنے والے کے چہرہ کی زردی اور یا دیر سے جدا ہو جیسے بڑھاپا اور جوانی۔

فصل (۳۵)۔یہ فصل ہے تعریفات کے بیان میں شئی کا معرف وہ ہے جو اس پر محمول ہو تاکہ وہ اس کے تصور کا فائدہ دے اور وہ چار قسموں پر ہے حد تام اور حد ناقص اور رسم تام اور رسم ناقص پس تعریف اگر جنس قریب اور فصل قریب سے ہو تو اس کا نام حد تام رکھا جاتا ہے جیسے انسان کی حیوان ناطق سے اور اگر تعریف جنس بعید اور فصل قریب سے ہے یا صرف فصل قریب سے ہے تو اس کا نام حد ناقص رکھا جاتا ہے اور اگر تعریف جنس قریب اور خاصہ سے ہے تو اس کا نام رسم تام رکھا جاتا ہے اور اگر تعریف جنس بعید اور خاصہ سے یا صرف خاصہ سے ہے تو اس کا نام رسم ناقص رکھا جاتا ہے

فصل (۳۶)۔تعریف کبھی حقیقی ہوتی ہے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا اور کبھی تعریف لفظی ہوتی ہے اور وہ تعریف ہے جس سے لفظ کے مدلول کی تفسیر کا قصد کیا جائے جیسے اہل عربیہ کا قول ہے سعدانہ ایک گھاس ہے اور غضنفر شیر ہے اور یہاں تصورات یعنی قول شارح کی بحث مکمل ہوگئی

﴿دوسرا باب حجت کے بیان میں اور جو اس سے متعلق ہے﴾

فصل (۳۷) یہ فصل قضایا کے بیان میں ہے۔قضیہ وہ قول ہے جو صدق و کذب کا احتمال رکھتا ہے اور بعض نے کہا کہ قضیہ وہ قول ہے جس کے قائل کو یہ کہا جائے کہ وہ صادق ہے یا کاذب ہے۔

اور قضیہ کی دو قسمیں ہیں حملیہ اور شرطیہ لیکن حملیہ پس وہ قضیہ ہے جس میں ایک شئی کے ثبوت کا حکم دوسری شئی کے لئے یا ایک شئی کی نفی کا حکم دوسری شئی سے ہے جیسے آپ کا قول ہے **زید قائم** اور **زید لیس بقائم** ۔ اور لیکن شرطیہ پس وہ قضیہ ہے جس میں وہ حکم نہ ہو۔اور بعض نے کہا شرطیہ وہ قضیہ ہے جو دو قضیوں کی طرف منحل ہو جیسے ہمارا قول ہے **ان کانت الشمس طالعة فالنهار موجود** پس اگر ادوات کو حذف کر دیا جائے تو **الشمس طالعة** اور **النهار موجود** باقی رہیں گے اور حملیہ وہ قضیہ ہے جو دو قضیوں کی طرف منحل نہ ہو بلکہ یا دو مفرد کی طرف منحل ہو جیسے آپ کا قول ہے **زید ھو قائم** پس اگر رابطہ یعنی ھو کو حذف کر دیا جائے تو **زید** اور **قائم** باقی رہیں گے حالانکہ دونوں مفرد ہیں اور یا ایک مفرد اور ایک قضیہ کی طرف منحل ہو جیسے آپ کے قول میں **زید ابوہ قائم** پس اگر آپ اس کی تحلیل کریں گے تو باقی رہے گا **زید** اور وہ مفرد ہے اور **ابوہ قائم** جو کہ قضیہ ہے۔

فصل (۳۸) ۔حملیہ کی دو قسمیں ہیں ایک موجبہ اور وہ قضیہ حملیہ ہے جس میں ایک شئی کے ثبوت کا حکم دوسری شئی کے لئے ہو اور سالبہ وہ قضیہ حملیہ ہے جس میں ایک شئی کی نفی کا حکم دوسری شئی سے ہو جیسے **الانسان حیوان** اور **الانسان لیس بفرس**۔

فصل (۳۹) ۔قضیہ حملیہ تین اجزاء سے مرکب ہوتا ہے ان میں سے ایک محکوم علیہ ہے اس کا نام موضوع رکھا جاتا ہے اور دوسرا جزء محکوم بہ ہے اس کا نام محمول رکھا جاتا ہے اور تیسرا اجزاء وہ ہے جو رابط پر دلالت کرتا ہے اس کا نام رابطہ رکھا جاتا ہے پس آپ کے قول **زید ھو قائم** میں زید محکوم علیہ اور موضوع ہے اور قائم محکوم بہ اور محمول ہے اور لفظ ھو نسبت اور رابطہ ہے اور کبھی رابطہ لفظ میں حذف کر دیا جاتا ہے مراد میں نہیں چنانچہ کہا جاتا ہے **زید قائم** ۔

فصل (۴۰) ۔قضیہ شرطیہ کے بھی اجزا ہوتے ہیں جن کے جزء اول کو مقدم اور جزء ثانی کو تالی کہا جاتا ہے پس آپ کے قول **ان کانت الشمس طالعة کان النهار موجوداً** میں آپ کا قول **ان کانت الشمس طالعة** مقدم ہے اور آپ کا قول **کان النهار موجوداً** تالی ہے اور رابطہ وہ حکم ہے جو ان دونوں

کے درمیان ہوتا ہے۔

فصل(۴۱)۔اور کبھی قضیہ کو موضوع کے اعتبار سے تقسیم کیا جاتا ہے تو موضوع اگر جزئی اور شخص معین ہو تو اس قضیہ کا نام شخصیہ ومخصوصہ رکھا جائیگا جیسے آپ کا قول ہے زید قائم اور اگر جزئی نہ ہو بلکہ کلی ہو تو وہ چند قسموں پر ہے اس لئے کہ قضیہ میں اگر حکم نفس حقیقت پر ہے تو اس قضیہ کا نام طبعیہ رکھا جاتا ہے جیسے الا نسان نوع اور الحیوان جنس۔

اور اگر حکم افراد پر ہے تو خالی نہیں یا اس میں افراد کی مقدار بیان کی گئی ہے یا نہیں اگر افراد کی مقدار بیان کی گئی ہے تو اس قضیہ کا نام محصورہ رکھا جاتا ہے جیسے آپ کا قول ہے کل انسان حیوان اور بعض الحیوان انسان اور اگر افراد کی مقدار بیان نہیں کی گئی ہے تو اس قضیہ کا نام مہملہ رکھا جاتا ہے جیسے ان الا نسان لفی خسر۔

فصل(۴۲)۔محصورات چار ہیں ان میں سے ایک موجبہ کلیہ ہے آپ کا قول ہے کل انسان حیوان اور دوسرا محصورہ موجبہ جزئیہ ہے جیسے بعض الحیوان اسود اور تیسرا محصورہ سالبہ کلیہ ہے جیسے لا شئی من الزنجی با بیض اور چوتھا محصور سالبہ جزئیہ ہے جیسے بعض الانسان لیس باسود.

فصل(۴۳)۔وہ امر کہ جس کے ذریعہ افراد کی مقدار کلیت وجزئیت کے اعتبار سے بیان کی جاتی ہے اس کا نام سور رکھا جاتا ہے۔اور وہ ماخوذ ہے سور البلد سے اور موجبہ کلیہ کا سور کل اور لام استغراق ہے اور موجبہ جزئیہ کا سور بعض اور واحد ہے جیسے بعض وواحد من الجسم جماد اور سالبہ کلیہ کا سور لاشئی ولا واحد ہے جیسے لاشیٔ من الغراب با بیض ولا واحد من النار بباردا اور نکرہ کا تحت نفی واقع ہونا جیسے مامن ماء الا وھو رطب اور سالبہ جزئیہ کا سور لیس بعض ہے جیسے آپکا قول ہے لیس بعض الحیوان جما دیابعض لیس ہے جیسے آپ کہیں گے بعض الفواکہ لیس بحلو ۔آپ جانئے کہ ہر زبان میں سور ہے جو کہ وہ اس کے ساتھ خاص ہوتا ہے پس فارسی زبان میں لفظ ہر موجبہ کلیہ کا سور ہے جیسے شاعر کا قول ہے ہر آنکس الخ یعنی جو شخص کہ لالچ کے پھندے میں پڑا یعنی اس کا عادی ہو گیا وہ زندگی کے کھلیان کو تباہ وبرباد

کردیا۔

فصل (۴۴)۔اہل میزان کی عادت اس امر پر جاری ہوگئی ہے کہ وہ لوگ موضوع کو جَ سے تعبیر کرتے ہیں اورمحمول کوب سے پس جب وہ لوگ موجبہ کلیہ کوتعبیر کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو کہتے ہیں کل ج ب اوران لوگوں کا اس سے مقصود ایجاز وانحصار کے وہم کودور کرنا ہے۔

فصل (۴۵)۔منطقیوں کی اصطلاح میں حمل دو متغائر مفہوم کو وجود کے اعتبار سے متحد قرار دینا ہے پس آپ کےقول میں ہے زیـد کـا تب وعمر و شاعر اورزید کا مفہوم متغائر ہے کاتب کے مفہوم کےلیکن دونوں ایک وجود کے ساتھ موجود ہیں اوراسی طرح عمروشاعر کا مفہوم متغائر ہے حالانکہ دونوں وجود میں متحد ہیں۔

پھرحمل دوقسموں پر ہےاس لئے کہ اگروہ بواسطہ فی یاذو یالام کے ہے جیسے آپ کےقول میں زیـد فـی الدار اور الـمال لزید اورخـالد ذو مال تواس حمل کا نام حمل بالاشتقاق رکھا جاتا ہےاوراگرایسانہیں بلکہ ایک شئ محمول ہے دوسری شئ پربغیرواسطہ ان وسائط کےتواس کوحمل بالمواطات کہا جاتا ہے جیسے عـمرو طبیب و بکر فصیح ۔

فصل (۴۶)۔حملیہ کی یہ دوسری تقسیم ہے کہ حملیہ کا موضوع اگرخارج میں موجود ہواوراس میں حکم خارج میں موضوع کے وجودوتحقق کےاعتبار سے ہےتو قضیہ خارجیہ ہے جیسے الانسـان کـا تـب اوراگرموضوع ذہن میں موجود ہےاورحکم ذہن میں خصوصی وجود کےاعتبار سے ہےتو وہ قضیہ ذہنیہ ہے جیسے الانسان کلی اورحکم واقع میں تقرر کےاعتبار سے ہے قطع نظرخارج یاذہن کی خصوصیت سے تواس قضیہ کا نام حقیقیہ ہے جیسے الاربعة زوج اور الستة ضعف الثلاثة۔

فصل (۴۷)۔قضیہ حملیہ موجبہ اوراسی طرح سالبہ معدولہ اورغیرمعدولہ کی طرف منقسم کرتے ہیں پس معدولہ وہ قضیہ ہےجس میں حرف سلب موضوع یامحمول یادونوں کا جزء ہواول کی مثال ہمارا قول ہے ۔ اللاحی جماد دوسرے کی مثال زید لا عالم ہےتیسرے کی مثال اللاحی لاعالم موجبہ میں اورلیکن سالبہ میں تواول کی مثال الـلاحـی لیـس بعالم ہےاوردوسرے کی مثال الـعالم میں بـلاحی ہےاور

تیسرے کی مثال اللاحی لیس بلاجماد ہےاور غیر معدولہ خلاف ہے معدولہ کے اور غیر معدولہ کا نام موجبہ میں محصلہ رکھا جاتا ہے اور سالبہ میں بسیطہ۔

فصل (۴۸)۔اور قضیہ میں کبھی جہت کو بیان کیا جاتا ہے تو اس قضیہ کا نام موجہہ اور رباعیہ بھی رکھا جاتا ہے۔ اور موجہات پندرہ ہیں جن میں سے آٹھ بسیطہ ہیں اور سات مرکبہ ہیں لیکن بسائط تو ان میں سے ایک ضروریہ مطلقہ ہے اور وہ موجہہ ہے جس میں یہ حکم لگایا گیا ہو کہ ذات موضوع کے لئے محمول کا ثبوت یا ذات موضوع سے محمول کا سلب ضروری طور پر ہے جب تک کہ ذات موضوع موجود ہو جیسے آپ کا قول ہے۔ الانسان حیوان بالضرورۃ اور الانسان لیس بحجر بالضرورۃ.

اور دوسرا بسیطہ دائمہ مطلقہ ہے اور وہ موجہہ ہے جس میں یہ حکم لگایا گیا ہو کہ محمول کا ثبوت موضوع کے لئے یا محمول کا سلب موضوع سے دوامی طور پر ہو جیسے آپ کا قول ہے کل فلک متحرک بالدوام ولا شئی من الفلک بساکن بالدوام.

اور تیسرا موجہہ مشروطہ عامہ ہے اور وہ موجہہ ہے جس میں یہ حکم کیا گیا ہے محمول کے ثبوت کا موضوع کے لئے یا محمول کی نفی کا موضوع سے ضروری طور پر جب تک کہ ذات موضوع موصوف ہو وصف عنوانی کے ساتھ اور وصف عنوانی منطقیوں کے نزدیک وہ ہے جس کے ذریعہ موضوع کو تعبیر کیا جائے جیسے ہمارا قول ہے کل کاتب متحرک الاصابع بالضرورۃ مادام کاتبا۔

اور چوتھا موجہہ عرفیہ عامہ ہے اور وہ موجہہ ہے جس میں حکم کیا گیا ہو کہ محمول کا ثبوت موضوع کے لئے یا محمول کا سلب موضوع سے دوامی طور پر ہو جب تک کہ ذات موضوع متصف ہو وصف عنوانی کے ساتھ جیسے ہمارا قول ہے کل کاتب متحرک الاصابع مادام کاتبا اور بالدوام لا شئی من النائم بمستیقظ مادام نائما۔

اور پانچواں موجہہ وقتیہ مطلقہ ہے اور وہ موجہہ ہے جس میں حکم کیا گیا ہو محمول کے ثبوت کا موضوع کے لئے یا محمول کی نفی کا موضوع سے اوقات میں سے کسی وقت معین میں جیسے آپ کہیں گے۔ کل قمر

منسخف بالضرورة وقت حیلولة الارض بینه وبین الشمس ولا شی من القمر بمنخسف بالضرورة وقت التربیع ۔

اور چھٹا موجہہ منتشرہ مطلقہ ہے اور وہ موجہہ ہے جس میں حکم کیا گیا ہو محمول کے ثبوت کا موضوع کے لئے یا محمول کی نفی کا موضوع سے اوقات ذات سے وقت غیر معین میں جیسے کل حیوان متنفس بالضرورة وقتا ما ولا شی من الحجر بمتنفس بالضرورة وقتا ما۔

اور ساتواں موجہہ مطلقہ عامہ ہے اور وہ موجہہ ہے جس میں حکم کیا گیا ہو محمول کے وجود کا موضوع کے لئے یا محمول کے سلب کا موضوع سے بالفعل یعنی تینوں زمانوں میں سے کسی ایک زمانہ میں جیسے آپ کا قول ہے کل انسان ضاحک بالفعل ولاشئ من الانسان بضاحک بالفعل۔

اور آٹھواں موجہہ ممکنہ عامہ ہے اور وہ موجہہ ہے جس میں یہ حکم ہو جانب مخالف کی ضرورت کے سلب کا جیسے آپ کا قول ہے کل نار حارة بالا مکان العام ولاشی من النار ببار دبالا مکان العام ۔

فصل (۴۹) ۔ یہ فصل ہے مرکبات کے بیان میں ہے مرکبہ وہ قضیہ ہے جس کی حقیقت ایجاب وسلب سے مرکب ہو اور اعتبار مرکبہ کا موجبہ یا سالبہ ہونے میں جزء اول کا ہے پس اگر جزء اول موجب ہے جیسے آپ کا قول ہے بالضرورة کل کا تب متحرک الاصا بع ما دام کا تبا لا دائما " اس قضیہ کا نام موجبہ رکھا جائیگا اور اگر جزء اول سالب ہو جیسے ہمارا قول ہے بالضرورة لا شئی من الکاتب بساکن الا صا بع مادام کا تبا لا دائما تو اس قضیہ کا نام سالبہ رکھا جائیگا۔

اور مرکبات میں سے مشروطہ خاصہ ہے اور وہ مشروطہ عامہ ہے جو لا دوام بحسب الذات کی قید کے ساتھ ہے اور اس کی مثال ایجاباً اور سلباً گذر چکی اور ان ہی مرکبات میں سے عرفیہ خاصہ ہے اور عرفیہ عامہ ہے جو لا دوام بحسب الذات کی قید کے ساتھ ہے چنانچہ آپ کہیں گے دائما کل کا تب متحرک الا صا بع ما دام کا تباً لا دائما ً ولا شئ من الکا تب بساکن الا صابع ما دام کا تبا لا دائما

اوران ہی مرکبات سے وجودیہ لاضروریہ ہے اوروہ مطلقہ عامہ ہے جولاضرورت بحسب الذات کی قید کے ساتھ ہوجیسے ہماراقول ہے کل انسان کاتب بالفعل لا بالضرورة ایجاب میں اور لا شئی من الانسان بکاتب با لفعل لا بالضرورة سلب میں اوران ہی مرکبات سے وجودیہ لادائمہ ہے اوروہ مطلقہ عامہ ہے جولادوام بحسب الذات کے ساتھ ہوجیسے آپ کاقول ہے ایجاب میں کل انسان ضاحک با لفعل لا دائما اورآپ کاقول ہے سلب میں لا شئی من لانسان بضاحک بالفعل لا دائما اوران ہی مرکبات سے وقتیہ ہے اوروہ مطلقہ عامہ ہے جبکہ لادوام بحسب الذات کے ساتھ مقید ہو جیسے ہماراقول ہے با لضرورة کل قمر منخسف وقت حیلو لة الا رض بینه وبین الشمس لا دائما اور با لضرورة لا شئ من القمر بمنخسف وقت التر بیع لا دائما اوران ہی مرکبات میں سے منتشرہ ہے اوروہ منتشرہ مطلقہ ہے جومقید ہے لادوام بحسب الذات کے ساتھ اس کی مثال ہے بالضرورۃ کل انسان متنفس فی وقت مالا دائما اور بالضرورة لاشئی من الانسان بمتنفس وقتا ما لا دائما اوران ہی مرکبات سے ممکنہ خاصہ ہے اوروہ وہ ہے جس میں وجودوعدم دونوں جانب سے ضرورت مطلقہ کے ارتفاع کاحکم ہوجیسے آپ کاقول ہے بالامکان الخاص کل انسان ضاحک اور بالا مکان الخاص لا شئی من الانسان بضاحک۔

لادوام اشارہ کرتا ہے مطلقہ عامہ کی طرف اورلاضرورۃ اشارہ کرتا ہے ممکنہ عامہ کی طرف پس جب آپ کہیں گے کل انسان متعجب بالفعل لادائما توگویا آپ نے کہاکل انسان بمتعجب بالفعل ولا شئی من الانسان بمتعجب بالفعل اورجب آپنے کہا کل حیوان ماش بالفعل لا بالضرورۃ توگویا آپ نے کہاکل حیوان ماش بالفعل ولاشئی من الحیوان بماشی بالامکان

﴿باب فی الشرطیات﴾

یہ باب شرطیات کے بیان میں ہے۔شرطیہ کامعنی آپ جان چکے ہیں کہ وہ قضیہ ہے جودوقضیوں کی طرف

مخل ہواوراس وقت ہم ان کے اقسام کی طرف ہدایت اوران کے احکام کی طرف رہبری کرتے ہیں تو آپ جانئے اے ذہین اور سمجھ دار عقلمند کہ شرطیہ کی دو قسمیں ہیں ان میں سے ایک متصلہ ہےاور دوسری منفصلہ ہے۔

لیکن متصلہ پس وہ قضیہ ہے جس میں حکم ہو ایک نسبت کے ثبوت کا دوسری نسبت کے ثبوت کی تقدیر پر ایجاب میں اور ایک نسبت کی نفی کا دوسری نسبت کے ثبوت کی تقدیر پر سلب میں جیسے ایجاب میں ہمارا قول ہے ان کا ن زید انسانا کا ن حیوانا اور سلب میں ہمارا قول ہے لیس البتہ کان زید انسانا کـان فـرسـا پھر متصلہ کی دو قسمیں ہیں اگر وہ حکم مقدم وتالی کے درمیان علاقہ کی وجہ سے ہو تو اس متصلہ کا نام لزومیہ رکھا جاتا ہے جیسا کہ گزرا اور اگر وہ حکم علاقہ کے بغیر ہو تو اس کا نام اتفاقیہ رکھا جاتا ہے جیسے آپ کا قول ہے اذا کان الانسان ناطقافا لحمار ناهق ۔

اور علاقہ منطقیوں کے عرف میں نام ہے دوامروں میں سے ایک کا کہ یا ان دونوں میں سے ایک علت ہو دوسرے کی یا دونوں معلول ہوں کسی تیسرے کا اور یا ہو دونوں کے درمیان علاقہ تضایف کا اور علاقہ تضایف وہ ہے کہ مقدم وتالی میں سے ایک کا تعقل موقوف ہو دوسرے کے تعقل پر جیسے ابوت اور بنوت پس جب آپ کہیں گے کہ زید اگر عمرو کا باپ ہے تو عمرو اس کا بیٹا ہوگا۔شرطیہ متصلہ ہے کہ جس کے دونوں طرف کے درمیان علاقہ تضایف کا ہے۔

اور منفصلہ پس وہ قضیہ ہے جس میں حکم ہو دو چیزوں کے درمیان تنافی کا موجبہ میں اور سلب تنافی کا سالبہ میں

فصل (۵۱)۔شرطیہ منفصلہ تین قسموں پر ہے اس لئے کہ اگر وہ اس میں حکم ہو دو نسبتوں کے درمیان تنافی یا عدم تنافی کا صدق وکذب میں ایک ساتھ تو وہ منفصلہ حقیقیہ ہے چنانچہ آپ کہیں گے یہ عدد یا زوج ہے یا فرد ہے پس عدد معین میں زوجیت اور فردیت کا نہ اجتماع ہوگا اور نہ ہی ارتفاع۔

اور اگر حکم ہو تنافی یا عدم تنافی کا صرف صدق میں تو وہ منفصلہ مانعۃ الجمع ہے جیسے آپ کا قول ہے یہ شئی یا شجر ہے یا حجر ہے پس یہ ناممکن ہے کہ شئی معین حجر یا شجر ایک ساتھ ہو اور ممکن ہے کہ ان دونوں میں سے کچھ بھی نہ ہو اور اگر حکم ہو تنافی یا سلب تنافی کا صرف کذب میں تو وہ منفصلہ مانعۃ الخلو ہے جیسے قائل کا قول

ہے یا زید دریا میں ہو یا غرق نہ ہو پس دونوں کا ارتفاع بایں طور پر ہے کہ زید دریا میں نہ ہو اور غرق ہو، محال ہے اور ان دونوں کا اجتماع محال نہیں ہے بایں طور پر کہ زید دریا میں ہو اور غرق نہ ہو۔

فصل (۵۲)۔ منفصلہ کی اپنی تینوں قسموں کے اعتبار سے دو قسمیں ہیں عنادیہ اور اتفاقیہ اور عنادیہ نام ہے اس امر کا کہ اس میں دو چیزوں کے درمیان لذاتہا تنافی ہو اور اتفاقیہ نام ہے اس امر کا کہ اس میں تنافی محض اتفاق سے ہو۔

فصل (۵۳)۔ آپ جانئے کہ قضیہ حملیہ جس طرح شخصیہ ومحصورہ مہملہ کی طرف منقسم ہوتا ہے اسی طرح قضیہ شرطیہ ان ہی اقسام کی طرف منقسم ہوتا ہے مگر قضیہ طبعیہ یہاں متصور نہیں ہوتا۔

پھر تقادیر جو شرطیہ میں ہوتی ہے وہ بمنزلۃ افراد ہیں جو حملیہ میں ہوتے ہیں پس اگر حکم تقدیر معین اور وضع خاص پر ہو تو اس شرطیہ کا نام شخصیہ رکھا جاتا ہے جیسے ہمارا قول ہے **ان جئتنی الیوم اکرمک** اور اگر حکم مقدم کی جمیع تقادیر پر ہو تو اس شرطیہ کا نام کلیہ رکھا جاتا ہے جیسے **کلما کانت الشمس طالعۃً کان النہار موجوداً** اور اگر حکم بعض تقادیر پر ہو تو اس شرطیہ کا نام جزئیہ رکھا جاتا ہے جیسے ہمارا قول میں ہے **قد یکون اذا کان الشئی حیوانا کان انسانا** اور اگر تقادیر کا ذکر کلا اور بعضا چھوڑ دیا جائے تو اس شرطیہ کا نام مہملہ رکھا جاتا ہے جیسے **ان کان زید انساناً کان حیواناً**۔

فصل (۵۴)۔ یہ فصل ہے شرطیوں کے سوروں کے بیان میں:۔ موجبہ کلیہ کا سور متصلہ میں لفظ متی اور مہما اور کلما ہے اور منفصلہ میں دائما ہے اور سالبہ کلیہ کا سور متصلہ اور منفصلہ میں لیس البتۃ ہے اور موجبہ جزئیہ کا سور متصلہ اور منفصلہ میں **قد یکون** ہے اور سالبہ جزئیہ کا سور متصلہ اور منفصلہ میں **قد لا یکون** ہے اور حرف سلب کو داخل کر کے ایجاب کلی کے سور پر اور لفظ لو اور ان اور اذا متصلہ میں اور ما اور او منفصلہ میں مہملہ کے لئے آتا ہے۔

فصل (۵۵)۔ شرطیہ کے دونوں طرف یعنی مقدم اور تالی کے درمیان حکم نہ ہوگا جبکہ دونوں طرف ہوں گے اور تحلیل کے بعد ممکن ہے کہ ان دونوں میں حکم کا اعتبار کیا جائے پس شرطیہ کے دونوں طرف مشابہ ہونگے

یا دونوں مختلف ہوں گے اور آپ پر لازم ہے مثالوں کا استخراج کرنا۔

فصل (۵۶) ۔اور جب ہم قضایا کے بیان اور اس کے اقسام اولیہ وثانویہ کے ذکر سے فارغ ہو چکے تو اب ہمارے لئے وقت آ گیا کہ کچھ اس کے احکام کو بیان کریں پس کہیں گے کہ اس کے احکام میں سے تناقض اور عکوس ہیں تو ہم اسکو بیان کرنے کے لئے فصلوں کو منعقد کریں گے اور اس میں اصول کو بیان کریں گے۔

فصل (۵۷) ۔تناقض وہ دوقضیوں کا ایجاب وسلب میں اس طرح مختلف ہونا ہے کہ ان میں سے ایک کا صدق لذاتہ دوسرے کے کذب کو مقتضی ہو جیسے ہمارا قول ہے زیدٌ قائمٌ اور زیدٌ لیس بقائمٍ دو قضیوں کے درمیان تناقض واقع ہونے کیلئے آٹھ وحدتیں شرط ہیں پس اگر ان میں سے ایک وحدت بھی نہ ہو تو تناقض واقع نہ ہوگا

وحدت موضوع، وحدت محمول، وحدت مکان، وحدت زمان، وحدت قوت فعل، وحدت شرط، وحدت جزء وکل، وحدت اضافت، یہ آٹھ وحدتیں ان دونوں بیتوں میں جمع ہیں۔

در تناقض ہشت وحدتشرط داں وحدت موضوع ومحمول ومکاں وحدت شرط واضافت جزوکل قوت وفعل ست در آخر زماں۔

پس جب دونوں قضیے وحدات مذکورہ میں مختلف ہو جائیں تو متناقض نہ ہوں گے جیسے زید قائم اور عمر ولیس بقائم اور زید قاعد اور زید لیس بقائم اور زید موجود یعنی فی الدار اور زید لیس بموجود اور زید نائم یعنی فی اللیل اور زید لیس بنائم یعنی فی النہار اور زید متحرک الا صابع یعنی بشرط کونہ کاتبا اور زید لیس بمتحرک الا صابع یعنی بشرط کونہ غیر کاتب اور الخمر فی الدن مسکر یعنی با لقوۃ اور الخمر فی الدن لیس بمسکر یعنی با لفعل اور الزنجی اسود کلہ اور الزنجی لیس با سود جزءہ یعنی اسنانہ ، اور زید اب یعنی لبکر اور زید لیس با ب یعنی لخالد۔

اور بعض منطقیوں نے دووحدتوں پر اکتفا کیا ہے یعنی وحدت موضوع اور وحدت محمول پر کیونکہ باقی

وحدتیں ان ہی دونوں وحدتوں میں داخل ہیں اور بعض منطقیوں نے صرف وحدت نسبت پر اکتفا کیا ہے اس لئے کہ اس کی وحدت تمام وحدتوں کو مستلزم ہے۔

فصل (۵۸) ۔ دو قضیہ محصورہ میں تناقض کے لئے ضروری ہے کہ دونوں قضیے کم یعنی کلیت اور جزئیت میں مختلف ہوں پس جب ان دونوں میں سے ایک کلیہ ہوتو دوسرا جزئیہ ہوگا اس لئے کہ دونوں کلیہ کبھی کاذب ہو تے ہیں چنانچہ آپ کہیں گے **کل حیوان انسان ولا شئ من الحیوان با نسان** اور دونوں جزئیہ کبھی صادق ہوتے ہیں جیسے آپ کا قول ہے **بعض الحیوان انسان وبعض الحیوان لیس با نسان** اور یہ ہر ایسے مادے میں ہوگا کہ جس کا موضوع قضیہ میں محمول سے عام ہو۔

اور قضایا موجہہ کے تناقض میں ضروری ہے جہت کہ میں اختلاف ہو پس ضروریہ مطلقہ کی نقیض ممکنہ عامہ ہے اور دائمہ مطلقہ کی نقیض مطلقہ عامہ ہے اور مشروطہ عامہ کی نقیض حینیہ ممکنہ ہے اور عرفیہ عامہ کی نقیض حینیہ مطلقہ ہے اور یہ طریقہ بسائط موجہہ کا ہے۔

اور موجہات سے مرکبات کے نقائض مفہوم مردد ہے جو ان کے بسائط کے درمیان ہوتا ہے اور تفصیل فن کے مطولات سے طلب کیا جاتا ہے۔

فصل (۵۹) ۔ اور شرطیات کے نقائض کے اختیار کرنے میں جنس اور نوع میں اتفاق اور کیف میں مخالفت کی شرط لگائی جاتی ہے پس متصلہ لزومیہ موجبہ کی نقیض سالبہ متصلہ لزومیہ ہے اور منفصلہ عنادیہ موجبہ کی نقیض سالبہ منفصلہ عنادیہ ہے اسی طرح جب آپ کہیں گے **دائما کلما کان اَبَ فج دَاس** کی نقیض **لیس کلما کان اب فج دا** اور جب آپ کہیں **دائما اماان یکون ھذ العد دزوجا او فرادا** تو اسکی نقیض ہے **لیس دائما اماان یکون ھذاالعدد زوجاً اوفرداً**۔

فصل (۶۰) ۔ عکس مستوی کہ جس کو عکس مستقیم بھی کہا جاتا ہے وہ نام ہے قضیہ کے جزء اول کو جزء ثانی کردینے کا اور جزء ثانی کو جزء اول کردینے کا اس حال میں کہ صدق وکیف باقی رہے پس سالبہ کلیہ کا عکس سالبہ کلیہ ہوگا جیسے آپ کے قول **لاشئی من الا نسان بحجر** کا عکس آپ کا قول **لا شئی من الحجر با**

نسان ہوگا دلیل خلف سے اس کی تقدیر یہ ہے کہ عکس اگر لا شئی من الحجر با نسان صادق نہ آئے ہمارے قول لا شئی من الانسان بحجر کے صادق ہونے کے وقت تو اس کی نقیض صادق ہوگی یعنی ہما راقول بعض الحجر انسان پس اسکو اصل قضیہ کے ساتھ ملا کر ہم کہیں گے بعض الحجر انسان ولا شئی من الانسان بحجر نتیجہ دیگا بعض الحجر لیس بحجر پس سلب الشئی عن نفسہ لازم آئیگا اور وہ محال ہے۔

اور سالبہ جزئیہ کا عکس لزومی طور پر نہیں آتا کیونکہ جائز ہے قضیہ حملیہ میں موضوع اور قضیہ شرطیہ میں مقدم عام ہو مثلا صادق آئے گا بعض الحیوان لیس بانسا ن اور صادق نہیں آئے گا بعض الانسا ن لیس بحیوان اور موجبہ کلیہ کا عکس موجبہ جزئیہ ہوتا ہے پس ہمارے قول کل انسان حیوان کا عکس ہمارے قول بعض الحیوان انسان ہوگا اور اس کا عکس موجبہ کلیہ نہیں آئیگا اس لئے کہ جائز ہے کہ محمول اور تالی عام ہو جیسے ہماری مثال میں پس صادق نہ آئیگا کل حیوان انسان اور یہاں شک ہے اسکی تقریر یہ ہے کہ ہمارا قول کل شیخ کان شابا موجبہ کلیہ صادق ہے حالانکہ اس کا عکس بعض الشاب کان شیخا صادق نہیں اور اس کا جواب بایں طور دیا گیا ہے کہ اس کا عکس وہ نہیں جو آپ نے بیان کیا بلکہ اس کا عکس یہ ہے بعض من کان شابا شیخ اور اس کا جواب دوسرے طریقہ سے دیا گیا ہے اور وہ یہ کہ نسبت کو عکس میں محفوظ رکھنا کوئی ضروری نہیں اور اس کا عکس بعض الشاب یکون شیخا ہے اور وہ لامحالہ صادق ہے۔

اور موجبہ جزئیہ کا عکس موجبہ جزئیہ ہوتا ہے جیسے ہمارا قول بعض الحیوان انسان کا عکس ہمارا قول بعض الانسان حیوان ہوتا ہے اور موجبہ جزئیہ کا عکس موجبہ جزئیہ ہونے پر کبھی اعتراض وارد ہوتا ہے اور وہ یہ کہ بعض الوتد فی الحا ئط صادق آتا ہے اور اس کا عکس یعنی بعض الحا ئط فی الو تد صادق نہیں۔ اور جواب یہ کہ ہم تسلیم نہیں کرتے کہ اس قضیہ کا عکس وہ ہے جو آپ نے کہا یعنی بعض الحا ئط فی الو تد بلکہ اس کا عکس بعض ما فی الحا ئط وتدٌ ہے اور اس کے صادق ہونے میں کوئی شک نہیں۔

اور عکوس کے باقی مباحث موجہات اور شرطیات کے عکس میں سے مطولات میں مذکور ہے۔

فصل (۶۱)۔ عکس نقیض وہ جزء اول کی نقیض کو جزء ثانی اور جزء ثانی کی نقیض کو جزء اول کر دینا ہے صدق اور کیف کی بقاء کے ساتھ یہ طریقہ متقدمین کا ہے۔

پس موجبہ کلیہ کا عکس نقیض موجبہ کلیہ ہوگا جیسے ہمارا قول کل انسان حیوان کا عکس ہمارا قول کل لا حیوان لا انسان ہوگا اور موجبہ جزئیہ کا یہ عکس نقیض نہیں ہوگا اس لئے کہ ہمارا قول بعض الحیوان لا انسان صادق ہے اور اس کا عکس یعنی بعض الانسان لا حیوان کاذب ہے اور سالبہ کلیہ کا عکس سالبہ جزئیہ ہوگا آپ کہیں گے لا شئی من الانسان بفرس اور اس عکس میں کہیں گے یہ عکس نقیض جزئیہ یعنی بعض الا فرس لیس بلاانسان اور نہ کہیں گے لا شئی من اللا فرس بلا انسان کیونکہ اسکی نقیض صادق ہے یعنی بعض اللا فرس لاانسان جیسے دیوار اور سالبہ جزئیہ کا عکس سالبہ جزئیہ آتا ہے جیسے آپ کا قول بعض الحیوان لیس با نسان کا عکس آپ کا قول بعض الا نسان لیس بحیوان آتا ہے جیسے گھوڑا اور موجہات کے عکوس بڑی بڑی کتابوں میں مذکور ہیں اور یہاں قضایا اور ان کے احکام کے مباحث تمام ہوئے۔

فصل (۶۲)۔ اور جب ہم قضایا اور عکسوں کے مباحث سے فارغ ہو چکے جو کہ حجت کے مبادی سے ہیں تو ہمارے لئے لائق ہوا کہ ہم حجت کے مباحث میں کلام کر لیں پس ہم کہیں گے کہ حجت تین قسموں پر ہے ان میں سے ایک قیاس ہے اور دوسری استقرار اور تیسری تمثیل ہے پس ہم ان تینوں کو تین فصلوں میں بیان کریں گے۔

فصل (۶۳)۔ یہ فصل قیاس کے بیان میں ہے، اور وہ قول ہے جو مرکب ہے چند قضیوں سے جن سے دوسرا قول ان قضیوں کو تسلیم کرنے کے بعد لازم آئے پس اگر نتیجہ یا اس کی نقیض اسی قیاس میں مذکور ہو تو اس کا نام قیاس استثنائی ہے جیسے ہمارا قول ان کان زید انسانا کان حیوانا لکنہ انسان نتیجہ دے گا فھو حیوان اور قول ان کان زید حمارا کان نا ھقا لکنہ لیس بنا ھق نتیجہ دیگا انہ لیس بحمار اور اگر نتیجہ یا اس کی نقیض قیاس میں مذکور نہ ہو تو اس کا نام قیاس اقترانی رکھا جاتا ہے جیسے آپ کا قول زید انسان

و کل انسانٍ حیوان نتیجہ دیگازیدٌ حیوان۔

فصل (۶۴)۔ یہ فصل قیاس اقترانی کے بیان میں ہے اور وہ دو قسم ہے حملی اور شرطی اور نتیجہ کے موضوع کا نام قیاس حملی میں اصغر رکھا جاتا ہے کیونکہ اس کے افراد اکثر قلیل ہوتے ہیں اور نتیجہ کے محمول کے نام اکبر رکھا جاتا ہے کیونکہ اس کے افراد اکثر کثیر ہوتے ہیں اور اس قضیہ کا نام جس کو قیاس کا جزء بنایا جاتا ہے مقدم رکھا جاتا ہے اور مقدم کہ جس میں اصغر ہو اس کا نام صغریٰ رکھا جاتا ہے اور اس مقدم کا نام کہ جس میں اکبر ہو اسکو کبریٰ رکھا جاتا ہے اور اس جزء کا نام جو مکرر آئے اسکو حد اوسط کہا جاتا ہے اور صغریٰ کا کبریٰ کے ساتھ اقتران کا نام قرینہ اور ضرب رکھا جاتا ہے اور وہ ہیت جو حد اوسط کو اصغر و اکبر کے پاس رکھنے سے پیدا ہوتی ہے اسکو شکل کہتے ہیں اور اشکال چار ہیں اور وجہ حصر یہ کہ کہا جائے کہ حد اوسط یا صغریٰ کا محمول اور کبریٰ کا موضوع ہے جیسے ہمارا قول العالم متغیر و کل متغیر حادث نتیجہ دیگا العالم حا دثٌ پس وہ شکل اول ہے اور اگر صغریٰ و کبریٰ دونوں میں محمول ہو تو وہ شکل ثانی ہے جیسے آپ کہیں گے کل انسانٍ حیوانٌ و لا شئی من الحجر بحیوانٍ پس نتیجہ لا شئی من الانسان بحجر ہے اور اگر حد اوسط ان دونوں میں موضوع ہے تو وہ شکل ثالث ہے جیسے کل انسانٍ حیوان و بعض الانسان کاتب نتیجہ دیگا بعض الحیوان کا تب اور اگر حد اوسط صغریٰ میں موضوع ہو اور کبریٰ میں محمول تو وہ شکل رابع ہے جیسے ہمارا قول کل انسانٍ حیوان و بعض الکاتب انسان نتیجہ دے گا بعض الحیوان کا تب۔

فصل (۶۵)۔ چاروں اشکال میں اشرف شکل اول ہے اسی وجہ سے اس کا انتاج بین و بدیہی ہوتا ہے جس میں ذہن نتیجہ کی طرف طبعی طور پر سبقت کرتا ہے فکر و تامل کا محتاج نہیں ہوتا اور اس کے لئے کچھ شرائط و ضروب ہیں لیکن شرائط تو دو ہیں ان میں سے ایک ایجاب صغریٰ ہے اور دوسری کلیہ کبریٰ ہے پس اگر دونوں شرط مفقود ہو جائیں یا ایک شرط مفقود ہو جائے تو نتیجہ لازم نہیں آتا جیسا کہ تامل کے وقت ظاہر ہے اور لیکن ضروب تو چار ہیں اس لئے کہ ہر شکل میں احتمالات سولہ ہیں کیونکہ صغریٰ چار ہیں اور کبریٰ بھی چار ہیں یعنی موجبہ کلیہ اور موجبہ جزئیہ اور سالبہ کلیہ اور سالبہ جزئیہ اور چار کو چار میں ضرب دینے سے سولہ ضروب نکلتی ہیں اور شکل اول کی شر

ائط بارہ ضربوں کو ساقط کردیتی ہیں اور وہ صغریٰ سالبہ کلیہ چاروں کبریات کے ساتھ اور صغریٰ سالبہ جزئیہ ان چاروں کبریات کے ساتھ اور یہ آٹھ ہیں اور کبریٰ موجبہ جزئیہ اور سالبہ جزئیہ صغریٰ موجبہ جزئیہ اور موجبہ کلیہ کے ساتھ اور یہ چار ضروب ہیں پس باقی ضروب نتیجہ دینے والی رہ گئیں۔

پس چار ضروب منتجہ باقی رہ گئیں ضرب اول وہ ہے جو صغریٰ موجبہ کلیہ اور کبریٰ موجبہ کلیہ سے مرکب ہو جو نتیجہ موجبہ کلیہ دے گا جیسے کل جَ بَ وکل بَ دَ نتیجہ دیگا کل جَ دَ اور ضرب ثانی وہ ہے جو صغریٰ موجبہ کلیہ اور کبریٰ سالبہ کلیہ سے مرکب ہو جو نتیجہ سالبہ کلیہ دیگا جیسے **کل انسان حیوان ولا شئی من الحیوان بحجر** نتیجہ دے گا **لا شئی من الانسان بحجر** اور ضرب ثالث وہ ہے جو صغریٰ موجبہ جزئیہ اور کبریٰ موجبہ کلیہ سے مرکب ہو اور نتیجہ موجبہ جزئیہ دیگا جیسے **بعض الحیوان فرس وکل فرس صھال** نتیجہ **بعض الا نسان صھال** ہے اور ضرب رابع وہ ہے جو صغریٰ موجبہ جزئیہ اور کبریٰ سالبہ کلیہ سے مرکب ہو جو نتیجہ سالبہ جزئیہ دیگا جیسے ہمارا قول **بعض الحیوان ناطق ولا شئی من الناطق** پس نتیجہ **بعض الحیوان لیس بناحق** ہے۔

موجبہ کلیہ کا انتاج شکل اول کے خواص سے ہے جیسا کہ چاروں نتیجوں کا انتاج سبھی اس کے خصائص سے ہے اور اس شکل میں صغریٰ ممکنہ غیر منتجہ ہے پس تحقیق کہ واضح ہو گیا اس بیان سے جو ہم نے ذکر کیا کہ اس شکل میں ضروری ہے کیف کے اعتبار سے ایجاب صغریٰ اور کم کے اعتبار سے کلیہ کبریٰ اور جہت کے اعتبار سے فعلیت صغریٰ۔

فصل (٦٦)۔ اور شرط لگائی جاتی ہے شکل ثانی کے انتاج کے لئے کیف یعنی ایجاب وسلب کے اعتبار سے اختلاف مقدمتین پس اگر صغریٰ موجبہ ہو تو کبریٰ سالبہ ہوگا اور اس کا برعکس اور کم یعنی کلیت وجزئیت کے اعتبار سے کلیۃ کبریٰ ورنہ اختلاف لازم آئیگا جو عدم انتاج کا موجب ہے یعنی کبھی قیاس ایجاب نتیجہ کے ساتھ صادق آئیگا اور کبھی سلب نتیجہ کے ساتھ اور اس شکل کا نتیجہ صرف سالبہ ہوگا اور اس کے ضروب ناتجہ بھی چار ہیں ان میں سے ایک ضرب وہ ہے جو مرکب ہے دو کلیوں سے اور صغریٰ موجبہ ہے جو نتیجہ سالبہ کلیہ دیتا ہے

جیسے ہمارا قول کل ج ب اور لا شئی من اَب فلا شئی من جَ بَ ا اور دلیل اس انتاج پر عکس کبریٰ ہے پس جب آپ کبریٰ کا عکس کریں تو لا شئی من ب ا اور اسکو صغریٰ کی طرف ضم کرنے سے شکل اول بن جا ئیگی اور نتیجہ مطلوب نتیجہ دیگا دوسری ضرب جو مرکب ہے کبریٰ موجبہ کلیہ اور صغریٰ سالبہ کلیہ سے جیسے ہمارا قول لاشئی من ج ب و کل اَبَ نتیجہ لاشئی من ج ا دیگا اور دلیل اس انتاج پر صغریٰ کا عکس اور اسکو کبریٰ بنانا ہے پھر نتیجہ کا عکس کرنا ہے تیسری ضرب جو مرکب ہے صغریٰ موجبہ جزئیہ اور کبریٰ سالبہ کلیہ سے جو نتیجہ سالبہ جزئیہ دیتا ہے جیسے آپ کا قول بعض ج ب اور لا شئی من اَبَ فلیس بعض ج ا چوتھی ضرب جو مرکب ہے صغریٰ سالبہ جزئیہ اور کبریٰ موجبہ کلیہ سے جو نتیجہ سالبہ جزئیہ دیتا ہے آپ کہیں گے بعض ج لیس بَ و کل اَ بَ فبعض ج لیس اَ۔

فصل (٦٧)۔ شکل رابع کے انتاج کی شرائط باوجو یکہ وہ کثیر ہیں اور فائدہ کم مبسوطات میں مذکور ہیں پس ہم پر کوئی جرم لازم نہیں آئیگا اگر ان کو چھوڑ دیا جائے اور اسی طرح جہت کے اعتبار سے باقی اشکال کی شرائط میرے اس جیسے رسالے ان کو بیان کرنے کو برداشت نہیں کرتے۔

فائدہ۔ اور شاید آپ اسکو جان چکے جس کو ہم نے بتایا کہ نتیجہ قیاس کے اندر کم وکیف میں دونوں مقدموں سے ادون کے تابع ہوتا ہے اور کیف میں ادون سلب ہے اور کم میں ادون جزئیہ ہے پس جو قیاس موجبہ سالبہ سے مرکب ہو تو نتیجہ سالبہ دیگا اور جو قیاس کلیہ وجزئیہ سے مرکب ہو تو نتیجہ دیگا اور لیکن جو قیاس دو کلیوں سے مرکب ہو تو اکثر نتیجہ کلیہ دے گا اور کبھی نتیجہ جزئیہ دیگا۔

فصل (٦٨)۔ شکل رابع کے انتاج کی شرائط باوجو یکہ وہ کثیر ہیں اور فائدہ کم مبسوطات میں مذکور ہیں پس ہم پر کوئی جرم لازم نہیں آئیگا اگر ان کو چھوڑ دیا جائے اور اسی طرح جہت کے اعتبار سے باقی اشکال کی شرائط میرے اس جیسے رسالے ان کو بیان کرنے کو برداشت نہیں کرتے۔

فائدہ۔ اور شاید آپ اسکو جان چکے جس کو ہم نے بتایا کہ نتیجہ قیاس کے اندر کم وکیف میں دونوں مقدموں سے ادون کے تابع ہوتا ہے اور کیف میں ادون سلب ہے اور کم میں ادون جزئیہ ہے پس جو قیاس موجبہ سالبہ سے

مرکب ہوتو نتیجہ سالبہ دیگا اور جو قیاس کلیہ و جزئیہ سے مرکب ہوتو نتیجہ دیگا اور لیکن جو قیاس دوکلیوں سے مرکب ہوتو اکثر نتیجہ کلیہ دے گا اور کبھی نتیجہ جزئیہ دیگا۔

فصل (۶۹)۔ یہ فصل ہے اقترانیات میں شرطیات کے بیان میں انکا حال اشکال اربعہ کے انعقاد اور ضروب منتجہ اور شرائط معتبرہ میں اقترانیات میں حملیات کے حال کی طرح برابر ہے۔

شکل اول کی مثال جو قضیہ متصلہ سے مرکب ہے کلما کا ن زید انسان کا ن حیواناً و کلما کا ن حیوانا کا ن جسما نتیجہ دے گا کلما کا ن زید انساناً کان جسما شکل ثانی کی مثال کلما کا ن زید انسانا کان حیوانا ولیس البتة اذا کان حجر کا ن حیوانا نتیجہ دیگا لیس البتة ان کا ن زید انسانا کا ن حجرا شکل ثالث کی مثال جو قضیہ متصلہ سے مرکب ہے کلما کان زید انسانا کا ن حیوانا و کلما کا ن زید انسانا کا ن کا تبا نتیجہ دیگا قد یکون اذاکان زید حیوانا کا ن کا تبا اور لیکن اقترانی شرطی جو مرکب ہے منفصلات سے اسکی مثال شکل اول سے اما کل اب او کل ج ب و دائما کل دَ ہَ او کل دز نتیجہ دیگا دائما اما کان اب او کل ج ہ او کل دز اور لیکن اقترانی شرطی جو مرکب ہے قضیہ حملیہ وقضیہ متصلہ سے پس جیسے ہمارا قول کلما کا ن ب ج لیس کل ج او کل ء ا نتیجہ دیگا کلما کان ب ج لیس کل ج ا اور اسی قیاس پر باقی ترکیبات ہیں۔

فصل (۷۰)۔ یہ فصل ہے قیاس استثنائی کے بیان میں اور وہ قیاس ہے جو مرکب ہے دومقدموں یعنی دوقضیوں سے جن میں سے ایک قضیہ شرطیہ ہے اور دوسرا قضیہ حملیہ اور ان دونوں قضیوں کے درمیان کلمہ استثنا یعنی الا اور اس کی نظیریں ہوں گی اسی وجہ سے اس کا نام قیاس استثنائی رکھا جاتا ہے۔

پس اگر شرطیہ متصلہ تو عین مقدم کا استثنا نتیجہ عین تالی دے گا اور نقیض تالی کا استثنا نتیجہ رفع مقدم دے گا چنانچہ آپ کہتے ہیں کلما کانت الشمس طا لعة کا ن النہار مو جو د ا۔

لکن الشمس طا لعة نتیجہ دیگا فا لنہا ر مو جو د لکن النہار لیس بموجود نتیجہ دیگا فا لشمس لیست بطا لعةٍ۔

اگر شرطیہ منفصلہ حقیقیہ ہے تو ان دونوں میں سے کسی ایک کا استثنا نتیجہ دوسرے کی نقیض دیگا اور اس کا برعکس مانعۃ الجمع میں نتیجہ قسم اول دیگا نہ کہ قسم ثانی اور مانعۃ الخلو میں نتیجہ قسم ثانی دیگا نہ کہ اول اور یہاں قیاس کے مباحث بطور اجمال تمام ہو گئے اور تفصیل طویل کتابوں میں موقوف ہے اور اس وقت ہم کچھ قیاس کے لواحق کو بیان کریں گے۔

فصل (۷۱)۔استقراء وہ حکم لگانا ہے کل پر اکثر جزئیات کو تتبع کر کے جیسے ہمارا قول ہے **کل حیوان یحرک فکہ الا سفل عند المضغ** اس لئے کہ ہم نے انسان وگھوڑا واونٹ اور گدھا اور پرندہ ودرندہ کو تتبع وتلاش کیا تو ان تمام کو ہم نے ایسا ہی پایا پس ان تلاش شدہ جزئیات کو تتبع کرنے کے بعد ہم نے حکم لگا دیا کہ ہر حیوان چباتے وقت اپنا نچلا جبڑا ہلاتا ہے اور استقراء یقین کا فائدہ نہیں دیتا اور بے شک اس سے ظن غالب ہوتا ہے اس سبب سے کہ نہ ہوئے اس کلی کے تمام افراد اس حالت کیساتھ جیسا کہ کہا جاتا ہے گھڑیاں وہ اس صفت پر نہیں ہے بلکہ وہ ہلاتا ہے اوپر کا جبڑا۔

فصل (۷۲)۔تمثیل اور وہ کسی جزئی میں حکم کو ثابت کرنا ہے اس وجہ سے کہ وہ دوسری جزئی میں پائی جاتی ہے اس بناء پر کہ دونوں جزؤں کے درمیان ایک امر مشترک ہے جیسے ہمارا قول عالم مرکب ہے پس وہ حادث ہے جیسے گھر دو جزئیوں کے درمیان جس امر مشترک کو حکم کے لئے علت قرار دیا گیا ہے اسکو ثابت کرنے کے لئے منطقیوں کے پاس متعدد طریقے ہیں جو علم اصول میں مذکور ہیں اور ان میں عمدہ دو طریقے ہیں۔ان میں سے ایک دوران ہے متاخرین کے نزدیک اور قدماء اس کا نام طرد وعکس رکھتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ حکم معنی مشترک کے ساتھ وجود اور عدم میں گھومے یعنی جب معنی پایا جائے تو حکم پایا جائے اور جب معنی منتفی ہو تو حکم منتفی ہو پس دوران اس امر کی دلیل ہے کہ مدار دائر کے لئے علت ہے یعنی امر مشترک حکم کی علت ہے اور دوسرا طریقہ سبر وتقسیم ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ لوگ اصل کے اوصاف کو شمار کرتے ہیں پھر وہ یہ ثابت کرتے ہیں کہ معنی مشترک کے علاوہ حکم کے اقتضا کی صلاحیت نہیں رکھتا اور وہ اس لئے کہ وہ اوصاف دوسری جگہ میں حکم کا اس سے تخلف کے ساتھ پائے جاتے ہیں جیسے مثال مذکورہ میں لوگوں کا کہنا ہے کہ گھر کے حادث ہونے

کی علت یا امکان ہے یا وجود یا جو ہر ہونا یا جسم ہونا یا تالیف ۔اور تالیف کے علاوہ مذکورات میں کوئی بھی حدوث کی علت ہونے کی صلاحت نہیں رکھتا ورنہ ہر ممکن و ہر جو ہر وہ ہر موجود و ہر جسم کا حادث ہونا لازم آئیگا حالانکہ واجب اور جواہر مجردہ اور اجسام اثر یہ ایسے نہیں ہیں۔

فصل (۴۳) ۔اور بعض مرکب قیاسوں میں سے ایک قیاس ہے جس کو قیاس خلف کیا جا تا ہے اور اس کا مرجع دو قیاسوں کی طرف ہے ان میں سے ایک اقترانی شرطی ہے جو دو قضیہ متصلہ سے مرکب ہوتا ہے دوسرا قیاس استثنائی ہے جسکے دو مقدموں میں سے ایک لزومیہ ہے یعنی قیاس اول کا نتیجہ ہے اور دوسرا مقدمہ اس میں سے ہے کہ جس سے تالی کی نقیض کا استثنا کیا گیا ہو اس کی تقریر یہ ہے کہ کہا جائے مدعیٰ ثابت ہے اس لئے کہ اگر مدعی ثابت نہ ہو تو اس کی نقیض ثابت ہوگی اور جب جب اسکی نقیض ثابت ہوگی تو محال ثابت ہوگا نتیجہ یہ دیگا کہ اگر مدعیٰ ثابت نہ ہو تو محال ثابت ہوگا اور یہ دو قیاسوں میں سے پہلا قیاس ہے پھر ہم مذکورہ نتیجہ کو صغریٰ بنائیں گے اور کہیں گے کہ اگر مدعیٰ ثابت نہ ہو تو محال ثابت ہوگا اور ہم اس کی طرف کبریٰ استثنائی کو ملائیں گے اور کہیں گے لیکن جب محال ثابت نہیں تو لامحالہ مدعیٰ ثابت ہوگا ورنہ ارتفاع نقیضین لازم آئیگا اور اگر آپ اس معنی کو جزئی مثال میں سمجھنا چاہیں گے تو کہیں گے **کل انسان حیوان** صادق ہے کیونکہ اگر وہ صادق نہ ہو تو **بعض الا نسان لیس بحیوان صا دق** آئیگا اور جب جب **بعض الا نسان لیس بحیوان صادق** آئیگا تو محال لازم ہوگا۔

فصل (۴۴) ۔یہ جاننا مناسب ہے کہ ہر قیاس کے لئے ضروری ہے صورت اور مادہ کا ہونا لیکن صورت تو وہ ہیئت ہے جو مقدمات کی ترتیب اور بعض مقدمات کو بعض کے پاس رکھنے سے حاصل ہو اور آپ اشکال اربعہ منتجہ کو پہچان چکے اور انتاج میں انکی شرائط کو بھی جان چکے تو اب مادہ کی بحث باقی رہ گئی اور متقدمین یہاں تک کہ شیخ رئیس قیاسوں کے موادکی تفصیل وتوضیح میں کافی اہتمام کرتے تھے اور اکثر انکی شرح وبسط اور ان کے حشو وزوائد سے پاک کرنے کی بحث میں بہت زیادہ خدمت کرتے تھے اور وہ اس لئے کہ منطق پڑھنے والوں کے لئے اس امر کا پہچاننا فائدہ اور سودمند ہونے میں سب سے زیادہ کامل ہے لیکن متاخرین نے

قیاسوں کی صورت کے بیان میں کلام کو طول دیا ہے اور اس میں کافی وضاحت کیا ہے خاص کر شرطیہ متصلہ ومنفصلہ کے قیاسوں میں حالانکہ ان مباحث میں بہت کم فائدہ ہے اور انہوں نے مادہ کی بحث کو چھوڑ دیا ہے اوران کے بیان میں صناعت خمسہ کی تعریفات کے بیان پر اختصار کیا ہے اور میں نہیں جانتا کہ کس امر نے ان لوگوں کو اسکی طرف بلایا ہے اور کس سبب نے ان لوگوں کو ورغلایا۔ ہوشمند سمجھدار طالب علم کے لئے ضروری ہے کہ ان مباحث جلیلۃ الشان وباہرہ البرہان کا خوب اہتمام کرے اور اس عظیم مطلب اور اہم مقصد کو ماہر قدماء کی کتابوں اور ان کے دفتروں سے طلب کرے پس آپ پر لازم ہے ائے پیارے لڑکے کہ آپ میری نصیحت کو سنیں اور میری وصیت کو فراموش نہ کریں آپ کو کچھ ان میں سے دیا جاتا ہے جو ان صناعات سے متعلق ہے بھروسہ کرتے ہوئے مقاصد کے پورا کرنے والے پر تو آپ سنیں کہ قیاس باعتبار مادہ پانچ قسموں کی طرف منقسم ہوتا ہے جن کو صناعات خمسہ کہا جاتا ہے ان میں سے ایک برہانی ہے اور دوسری جدلی ہے اور تیسری خطابی اور چوتھی شعری اور پانچویں سفسطی۔

فصل (۷۵)۔ یہ فصل ہے برہان اور اس کے متعلقات کے بیان میں آپ جانیں کہ برہان وہ قیاس ہے جو مرکب ہے یقینیات سے بدیہیہ ہوں یا نظریہ جو منتہی ہیں بدیہیہ کی طرف اور حقیقت وہ نہیں جیسا کہ گمان کیا گیا ہے کہ برہان صرف بدیہیات سے مرکب ہوتا ہے۔

پھر بدیہیات چھ ہیں ان میں سے ایک اولیات ہے اور وہ قضایا ہیں جن میں عقل محض التفات وتصور سے ہی جزم کرلے اور کسی واسطہ کا محتاج نہ ہو جیسے آپ کا قول ہے الکل اعظم من الجزء

اور دوسرا بدیہی فطریات ہے اور وہ قضایا ہیں جو محتاج ہیں ایسے واسطہ کا جو ذہن سے کبھی غائب نہ ہو اوران کو قضایا قیاساتہا معاہا کہا جاتا ہے جیسے الاربعۃ زوج پس جس نے اربعہ کے مفہوم کا تصور کیا اور زوج کے مفہوم کا تصور کیا بایں طور کہ زوج وہ ہے جو دو برابر حصوں میں منقسم ہوتا ہے تو بداہۃً یہ حکم لگادیگا کہ چار جوڑا دار ہے اور جیسے ہمارا قول ہے الواحد نصف الاثنین اس لئے کہ عقل ایک اور نصف الاثنین کے مفہوم کو سمجھنے کے بعد حکم لگاتی ہے کہ ایک دو کا نصف ہے۔

تیسری قسم حدسیات ہے اور وہ مبادی کا دفعۃً ظاہر ہونا ہے اس کے بغیر کہ وہاں پر کوئی حرکت فکری ہو اور حدس وفکر کے درمیان یہ فرق ہے کہ فکر میں دو حرکت فکری ہوتی ہے برخلاف حدس اس لئے کہ ذہن مطلوب کے بوجہ ما حصل ہونے کے بعد معانی مخزونہ اور مبادی مکنونہ میں حرکت کرتا ہے اس چیز کو تلاش کرتے ہوئے جو مطلوب کے مناسب ہو یہاں تک کہ ان معلومات کو پائے جو مطلوب کے مناسب ہو یہاں پہلی حرکت تام ہو گئی پھر ذہن پشت کی جانب رجوع کریگا اور دوبارہ ان معلومات مخزونہ کو بتدریج ترتیب دینے کے لئے حرکت کریگا جن کو کہ پایا ہے یہاں تک کہ مطلوب تک پہونچ جائیگا اور یہاں دوسری حرکت تام ہوگئی پس ان دونوں حرکتوں کے مجموعہ کا نام فکر رکھا جاتا ہے مثلاً جب آپ انسان کا بو جه من الو جوه تصور کریں جیسے کاتب وضاحک مثلا پھر ماہیت انسان کو تلاش کریں تو آپ اپنے ذہن کو ان معانی کی طرف حرکت کریں گے جو آپکے پاس موجود ہیں تو آپ حیوان اور ناطق کو اپنے مطلوب کے مناسب پائیں گے پس پہلی حرکت تام ہوگئی اور اس کا مبداء مطلوب معلوم من وجہ ہے اور اس کا منتہی حیوان ناطق ہے پھر حیوان اور ناطق کو اس طرح ترتیب دیں گے کہ حیوان کو مقدم کریں گے جو کہ وہ جنس ہے ناطق پر جو کہ وہ فصل ہے اور آپ کہیں گے حیوان ناطق اور یہاں دوسری حرکت ختم ہوگئی اور مطلوب حاصل ہوگیا۔

اور لیکن حدس پس اس میں ذہن کا منتقل ہونا ہے مطلوب سے مبادی کی طرف دفعۃً اور مبادی سے مطلوب ایسا ہی اور اکثر جو حدس ہوتا ہے شوق اور تھکاوٹ کے بعد اور کبھی ان دونوں کے بغیر اور لوگ حدس میں مختلف ہیں پس بعض لوگ ان میں سے ہیں جن کا حدس قوی اور بہت زیادہ ہوتا ہے ان کو اپنے حدس سے بہت پوشیدہ باتیں معلوم ہوجاتی ہیں مثلاً وہ لوگ جن کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے یہ قوت عطا ہوتی ہے جیسے حکماء اور اولیاء اور انبیاء علیہم السلام اور بعض لوگ ان میں سے ہیں جن کا حدس کم اور کمزور ہے اور بعض لوگ ان میں سے ہیں جن کو حدس نہیں ہوتا جیسے وہ شخص جو انتہائی درجہ کے کند ذہن ہیں اور اس بیان سے یہ معلوم ہوگیا کہ بداہت اور نظریت اشخاص اور اوقات کے اعتبار سے مختلف ہیں بہت سارے معلومات حدسیہ نظری ہیں ان کے نزدیک جو قوت قدسیہ سے محروم ہیں اور بدیہی ہیں ان کے نزدیک جو قوت قدسیہ والے ہیں۔

اور چوتھی قسم مشاہدات ہے اور وہ قضایا ہیں جن کے اندر حکم مشاہدہ اور احساس کے واسطے سے لگایا جائے اور وہ دو قسموں کی طرف منقسم ہوتا ہے اول وہ ہے جو حواس ظاہرہ میں سے کسی ایک سے مشاہدہ کیا جا ئے اور وہ پانچ ہیں ۔ باصرہ اور سامعہ اور شامہ اور ذائقہ اور لامسہ اور اس قسم کا نام حسیات رکھا جاتا ہے اور دوسری قسم وہ ہے جو مدرکات یعنی حواس باطنہ سے ادراک کیا جائے جو کہ وہ بھی پانچ ہیں حس مشترک وہ ہے جو مدرک ہے صورتوں کا اور خیال جو کہ وہ خزانہ ہے حس مشترک کا اور وہم جو کہ معانی شخصیہ وجزئیہ کا مدرک ہے اور حافظ جو کہ وہ خزانہ ہے معانی جزئیہ کا اور متصرفہ جو کہ صورتوں اور معانی میں تحلیل وترکیب کا تصرف کرتی ہے اور اس قسم کا نام وجدانیات رکھا جاتا ہے اور عقل محض کے مدرکات یعنی کلیات اس قسم میں داخل نہیں جیسا کہ ہم نے حکم لگایا کہ ہمارے لئے بھوک یا پیاس ہے ۔

پانچویں قسم تجربیات ہے اور وہ قضایا ہیں جن کے متعلق عقل بار بار کے مشاہدہ اور عدم تخلف کے واسطہ سے حکم لگائے بطور حکم کلی جیسے یہ حکم لگانا کہ سقمونیا کا پینا صفراء کے لئے مسہل ہے ۔

اور بدیہیات کی چھٹی قسم متواترات ہے اور وہ قضایا ہیں جن کے متعلق ایسی جماعت کی خبر کے واسطہ سے حکم لگایا جائے کہ جن کا کذب پر اتفاق کرنا عقل محال سمجھے اور لوگوں نے اس جماعت کے کم سے تعداد ہونے میں اختلاف کیا ہے بعض نے کہا کہ اسکی تعداد کم سے کم چار ہیں اور بعض نے کہا دس ہیں اور بعض نے کہا چالیس ہیں اور مناسب یہ ہے کہ یہ تعداد خبر دینے والوں کے حال کے اختلاف اور واقعہ کے اختلاف سے مختلف ہوتی ہے پس کسی کی تعداد متعین نہیں اور ضابطہ یہ ہے کہ تعداد ایسی منزل تک پہونچ جائے جو یقین کا فائدہ دے پس چھ قسمیں ہوئیں ۔ جو یہی برہان کے مبادی اور دلیل کے مقاطع اور یقین کے منتھی ہیں ۔

فائدہ:۔ ایک قوم نے گمان کیا ہے کہ مقدمات نقلیہ قیاس برہانی میں مستعمل نہیں ہوتے یہ گمان کرتے ہوئے کہ نقل میں متعدد طریقوں سے غلطی وخطا ہوتی ہے حالانکہ یہ گمان درست نہیں اس لئے کہ اکثر نقل یقین کا فائدہ دیتا ہے جبکہ اس میں شرائط کا اعتبار کیا جائے اور عقل کے بھی مطابق ہو البتہ اگر یہ کہا جائے کہ نقل محض عقل کے لحاظ کے بغیر معتبر ومفید نہیں تو اس کا کہنا درست ہوسکتا ہے ۔

فصل (۷۶)۔ برہان کی دو قسمیں ہیں لمی اور انی لیکن لمی تو وہ برہان ہے جس میں حد اوسط اکبر کو ثابت کرنے کے لئے اکبر کے لئے واقع میں علت ہو جیسا کہ وہ حکم میں واسطہ ہے اس کا نام لمی اس لئے رکھا جاتا ہے کہ وہ لمیت اور علیت کا فائدہ دیتا ہے اور لیکن انی تو وہ برہان ہے جسمیں حد اوسط حکم کے لئے صرف ذہن میں علت ہو اور واقع میں علت نہ ہو بلکہ کبھی وہ اس کا معلول ہوتا ہے۔ لمی کی مثال آپ کا قول زید محموم لانہ متعفن الاخلاط و کل متعفن الاخلاط محموم فزید محموم پس جیسا کہ اس قیاس میں حد اوسط ثبوت حمیٰ زید کے لئے ذہن میں علت ہے ایسا ہی وہ وجود حمیٰ کے لئے واقع میں علت ہے اور انی کی مثال آپ کا قول ہے زید متعفن الاخلاط لانہ محموم کل محموم متعفن الاخلاط فزید متعفن الاخلاط پس وجود حمیٰ اس کا متعفن الاخلاط کو ثابت ہونے کے لئے ذہن میں علت ہے اور نفس الامر میں علت نہیں ہے بلکہ قریب ہے کہ حال واقع میں برعکس ہو۔

فصل (۷۸)۔ قیاس جدلی وہ قیاس ہے جو مرکب ہو مقدمات مشہورہ سے یا وہ مقدمہ جو خصم کے نزدیک مسلم ہو صادقہ ہو یا کاذبہ اور اول وہ ہے جس کی مطابقت قوم کی رائے کرے یا مصلحت عامہ کی وجہ سے جیسے انصاف کرنا اچھی چیز ہے اور ظلم کرنا بری چیز اور چور کو مار ڈالنا واجب ہے یا دل کی نرمی کی وجہ سے جیسے اہل ہند کا قول کہ حیوان کو ذبح کرنا برا ہے یا انفلات خلیفہ یا مزاجیہ کی وجہ سے اس لئے کہ مزاجوں اور عادتوں کو اعتقادات میں کافی دخل ہے پس سخت مزاج والے اہل شرارت سے انتقام لینا اچھا سمجھتے ہیں اور نرم مزاج والے معاف کر دینا بہتر سمجھتے ہیں اسی وجہ سے لوگوں کو عاتوں اور رسموں میں مختلف دیکھیں گے اور ہر قوم کے لئے مشہورات ہیں جو ان کے ساتھ خاص ہیں اور اسی طرح ہر صنعت کے لئے پس نحویوں کے مشہورات میں سے ہے الفاعل مرفوع والمفعول منصوب والمضاف الیہ مجرور اور اصولوں کے مشہورات میں سے ہے الامر للوجوب اور ثانی وہ ہے جو مرکب ہے ان قضیوں سے جو متخاصمین کے درمیان مسلمات ہیں اور مشہورات کو اولیات کے ساتھ مشابہت حاصل ہے اور تجرید ذہن اور تدقیق نظر دونوں کے درمیان فرق قائم کرتی ہے اور غرض جدل کی صنعت سے خصم پر الزام اور رائے کی حفاظت کرنا ہے۔

فصل ۔قیاس خطابی وہ قیاس ہے جومفید ظن ہواوراس کے مقدمات مقبولات ہوتے ہیں جو ایسے لوگوں سے ماخوذ ہوتے ہیں جن کے متعلق اچھا گمان کیا جاتا ہے جیسے اولیاء وحکماء اور لیکن وہ مقدمات جو انبیاء علیہم وعلی نبینا الصلوٰۃ والسلام سے ماخوذ ہیں وہ خطابت سے نہیں اس لئے کہ انکی خبریں صادقہ ہوتی ہیں مخبر صادق سے جو دلالت کرتا ہے ان کے معجزہ کی سچائی پر اوران کے اندر وہم کا کوئی مجال نہیں ہوتا یہاں تک کہ اس کی طرف خطا وخلل راستہ پالے پس وہ قیاس جو ان مقدمات سے مرکب ہو برہانی ہے جس کے مقدمات قطعی ہوتے ہیں یا قیاس خطابی کے مقدمات مظنونات ہوتے ہیں جن کے اندر راجح ہونیکی وجہ سے حکم لگایا جاتا ہے اوراس میں حدسیات وتجربیات اوروہ متواترات بھی داخل ہوجاتے ہیں جو حد جزم کو نہیں پہونچتے علت کے معلوم نہ ہونیکی وجہ سے یا مخبرین کی تعداد مبلغ تواتر تک نہ پہونچنے کی وجہ سے اوراس صنعت سے امور دنیا واحکام آخرت کو منظّم کرنے میں عظیم منفعت ہے یا اس کو استعمال کرکے یا اس سے احتراز کرکے اسی وجہ سے بڑے بڑے حکماء اس صنعت کو اکثر استعمال کرتے ہیں اور کلام خطابی سے کثیر جماعت کو نصیحت کرتے ہیں اور ضروری ہے وہ مقدمات جو اس صنعت میں مستعمل ہوتے ہیں سننے والوں کے دلوں میں اترجائیں اور کہنے والوں کے لئے مفید ہوں

فصل (۷۹)۔قیاس شعری وہ قیاس ہے جو مرکب ہے مخیلات سے صادقہ ہو یا کاذبہ۔کاذبہ مستحیلہ ہو یا ممکنہ جو نفس میں قبض وبسط کے اعتبار سے موثر ہے اورنفس تخیل کی مطابقت کرتا ہے جس طرح وہ تصدیق کی مطابقت کرتا ہے بلکہ اس سے زیادہ تر ہے اوراس صنعت سے غرض یہ ہے کہ نفس کو کسی امر سے ڈرایا جائے یا کسی امر کی طرف رغبت دلائی جائے اورشعر میں یہ شرط لگائی جاتی ہے کہ کلام لغت کے قانون پر جاری ہو مشتمل ہو عجیب وغریب استعارے پر اور دلکش وبہترین تشبیہات پر اس طرح کہ نفس میں ایک عجب اثر کریں اوردلوں میں خوشی پیدا کردے یا غم لازم کردے اسی وجہ سے اس میں اولیات صادقہ کا استعمال جائز نہیں اورمخیلات کاذبہ کا استعمال عمدہ وبہتر ہے جیسا کہ عارف گنجوی نے اپنے لخت جگر سے فرمایا کہ شعروشاعری اوراس کے فن میں مت پھنسو اس لئے کہ وہ شعر زیادہ پسند کیا جاتا ہے جو سچ سے بہت دور ہو اور جیسے قائل کا قول جو شراب کی

تعریف کرتا ہے شراب کے لئے ماہ کامل پیالہ ہے اور وہ شراب خود آفتاب ہے جس پیالے کو پہلی رات کا چاند
دور میں رکھتا ہے اور جب اس شراب میں پانی ملایا جاتا ہے تو اس میں بہت سارے ستارے پیدا ہوتے ہیں
اور شاعر نے کہا کہ میرے محبوب کے بنیان کے پھٹ جانے سے تعجب نہ کریں کیونکہ وہ چاند ہے جس پر بنیا
ن کو پہنایا گیا ہے اور ہر چاند جو ایسا ہو تو اس کا بنیان پھٹ جاتا ہے نتیجہ دیگا کہ محبوب کا بنیان پھٹا ہوا ہے اور
کبھی نتیجہ اجتماع نقیضین ہوتا ہے جیسے میں زبان سے اپنی ضرورتوں کو پوشیدہ رکھتا ہوں اور آنسو سے ضرورتوں
کو ظاہر کرتا ہوں اور ہر وہ شخص جو ضرورتوں کو ظاہر کرتا ہے وہ بولنے والا ہوتا ہے نتیجہ یہ نکلا کہ میں خاموش
ہوں اور بولنے والا ہوں۔ اور شعر میں ارباب منطق کے نزدیک وزن کی شرط نہیں لگائی جاتی البتہ وزن شعر
کے حسن میں فائدہ بخشتا ہے اور کلام شعری جب اچھی آواز سے پڑھا جائے تو اسکی تاثیر نفسوں میں بڑھ جاتی
ہے یہاں تک کہ بسا اوقات کمال مسرت سے پگڑیوں کو سروں سے گرا دیتا ہے اور یونان کے حکماء متقدمین کو
لوگوں میں سب سے زیادہ شعر کا شوق تھا۔

فصل (۸۰)۔ قیاس سفسطی وہ قیاس ہے جو مرکب ہے ایسے قضایا وہمیہ کا ذبہ سے جن کو وہم نے تیار کیا ہو مثلا
قیاس کرنا غیر محسوس کا محسوس پر جیسے **کل موجود مشار الیه** اور قضایا وہمیہ کو قضایا اولیہ کے ساتھ کافی مشا
بہت ہے اور اگر عقل اور شرع رد نہیں کرتا تو وہم دونوں کے درمیان دائمی التباس کا حکم دیدیتا یا مرکب ہے
ایسے قضایا کا ذبہ سے جو مشابہ ہیں صادقہ کے اور وہ قضایا ہیں کہ عقل جن کا یہ اعتقاد کرتا ہے کہ وہ اولیہ ہیں یا
مشہورہ یا مقبولہ یا مسلمہ کیونکہ اس کے ساتھ لفظاً ومعنیً، مشابہت حاصل ہے پس وہ قضیے غلطی میں ڈال دیں
گے اور یہ فن کاذب جو فریب میں ڈالنے والا ہے بالذات وہ نفع نہیں دیتا البتہ بالعرض نفع دیتا ہے کیونکہ وہ
فن والا غلطی میں نہیں پڑتا اور اسکو دوسرا غلطی میں ڈال سکتا ہے اور اس بات پر قادر ہو جائیگا کہ اپنے غیر کو غلطی
میں ڈال دے یا دوسرے کا امتحان لے یا اس سے دشمنی کرے اور وہ فن والا اگر کسی حکیم سے مقابلہ کرے تو
اس شخص کا نام سوفسطائی اور اس فن کو سفسطہ کہا جاتا ہے یعنی وہ حکمت جو فریب دینے والی ملمع سازی کی ہوئی ہو
ورنہ اس کا نام مشاغبی رکھا جاتا ہے اور اس فن کا نام مشاغبہ اور دونوں تقدیروں پر وہ فن والا خود بھی غلطی پر

ہے اور دوسروں کو بھی غلطی پرڈالنے کی کوشش کرتا ہے اور اس کا پیشہ مغالطہ ہے اور وہ قیاس فاسد ہے یا صرف مادہ کے اعتبار سے یا صرف صورت کے اعتبار سے یا دونوں کے اعتبار سے۔

فصل (۸۱)۔ یہ فصل ہے اسباب غلط کے بیان میں آپ جانیں کہ اسباب غلط باوجودیکہ کثیر ہیں دو امر کی طرف لوٹتے ہیں ان میں سے ایک صرف غلط فہمی ہے اور دوسرا کاذب قضیوں کا صادق قضیوں کے ساتھ مشابہ ہو جانا ہے اور پہلا نفس کا وہم کی تاریکیوں میں ڈوب جانیکی وجہ سے ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ کاذب قضیوں کو صادق بلکہ ضروری سمجھ لیتا ہے جیسے ہر وہ چیز جو دیکھائی نہیں پڑتی وہ جسم نہیں پس ہوا جسم نہیں اور لیکن دوسرا پس اس میں تفصیل ہے اس طور پر جو بعد میں آئیگی اور بعض محققین نے کہا کہ اسباب غلط ایک امر کی طرف رجوع کرتے ہیں اور وہ صرف شئی اور اس کے مشابہ کے درمیان امتیاز نہ کرنا ہے۔

فصل (۸۲)۔ شئی اور اسکے مشابہ کے درمیان امتیاز نہ کرنا منقسم ہے اس مرکی طرف جو متعلق ہے الفاظ کے ساتھ اور منقسم ہے اس امر کی طرف جو متعلق ہے معانی کے ساتھ قسم اول یعنی جو متعلق ہے الفاظ کے ساتھ اسکی دو قسمیں ہیں اول وہ ہے جو متعلق ہے الفاظ کے ساتھ ترکیب کے اعتبار سے نہیں اور دوسرا وہ ہے جو متعلق ہے الفاظ کے ساتھ ترکیب کے اعتبار سے پھر جو متعلق ہے الفاظ کے ساتھ اول کے اعتبار سے لا من جہۃ ترکیب اسکی دو قسمیں ہیں اول وہ ہے جو متعلق ہے ذات الفاظ کے ساتھ اور وہ اس طرح کہ الفاظ دلالت میں مختلف ہیں پس معنی مراد میں اشتباہ واقع ہو جائے گا جیسے وہ غلط جو واقع ہو لفظ کے دو معنوں یا اس سے زائد معنوں کے درمیان مشترک لفظی ہونے کے سبب سے اور اس کے دو معنوں میں سے ایک کے حقیقی اور دوسرے کے مجازی ہونے کے سبب سے اور اس میں استعارہ اور اس کے امثال داخل ہو جاتے ہیں اور یہ تمام اشتراک لفظی کے ساتھ موسوم کیا جاتا ہے چنانچہ آپ کہتے ہیں پانی کے چشمہ کے لئے **ھذہ عین و کل عین یستضئ بھاالعالم فھذہ العین یستضئ بھا العالم** یا آپ کہتے ہیں زید شیر ہے اور ہر شیر اس کا چنگل ہوتا ہے پس زید کا چنگل ہوگا پہلی مثال میں غلطی لفظ عین کا پانی کے چشمہ اور آفتاب کے درمیان مشترک لفظی ہونا ہے اور دوسری مثال میں لفظ اسد کا زید پر مجازی اور پھاڑنے والے جانور پر حقیقی استعمال کرنا ہے اور

دوسری صورت وہ ہے جو الفاظ کے ساتھ متعلق ہو گر دان کے سبب جیسے وہ اشتباہ جو واقع ہو لفظ مختار میں پس جب وہ فاعل کے معنی میں ہو تو اسکی اصل مختیر بکسر یاء ہوگی اور جب مفعول کے معنی ہو تو اسکی اصل مختیر بفتح یاء ہوگی کبھی نقطوں اور اعراب کے سبب جیسے کوئی کہنے والا کہتا ہے غلام حسن اعراب کے بغیر تو کبھی ترکیب توصیفی کا گمان کیا جاتا ہے اور کبھی ترکیب اضافی کا اور وہ جو متعلق ہے الفاظ کے ساتھ ترکیب کے اعتبار سے یا اختلاف مرجع کی طرف نظر کرکے جیسے مایعلم الحکیم فھو یعمل بما یعلمہٗ پس اگر ضمیر کو حکیم کی طرف لوٹایا جائے تو صادق ہوگا ورنہ کاذب ہوگا اور مرکب کو مفرد کرنے کے سبب جیسے النار نج حلو حامض صادق ہے اور اگر مفرد کیا جائے اور یہ کہا جائے ھذا حلو و حامض صادق نہ ہوگا اور یا منفصل کو جمع کرنے کے سبب جیسے زید طبیب و ماھر صادق ہے اور اگر جمع کیا جائے اور یہ کہا جائے زید طبیب ماھرٌ تو کاذب ہے۔

فصل (۸۳)۔ یہ فصل ہے اغلاط کے بیان میں جو معنی کے سبب سے واقع ہوتے ہیں۔ اسکی بھی چند قسمیں ہیں اس لئے کہ اغلاط مادہ کے اعتبار سے ہوتے ہیں یا صورت کے اعتبار سے لیکن مادہ کے اعتبار سے جو اغلاط ہوتے ہیں جیسا کہ معانی کو اگر اس طرح مرتب کیا جائے کہ قضایا صادق ہوں تو قیاس نہیں بنتا اور اگر اس طرح مرتب کیا جائے کہ قیاس بن جائے تو قول صادق نہیں ہوتا چنانچہ آپ کا قول الانسان نا طق من حیث ھو نا طق ولا شئی من النا طق من حیث ھو نا طق بحیوان فلا شئی من الانسان بحیوان اس لئے کہ من حیث ھو نا طق کی قید کے اعتبار کے ساتھ صغریٰ کاذب ہو جاتا ہے اور اس کے حذف کے ساتھ کبریٰ کاذب ہو جاتا ہے اور اگر قید کو صغریٰ سے حذف کیا جائے اور کبریٰ میں ثابت کیا جائے تو قیاس کی شکل بگڑ جائیگی کیونکہ حد اوسط مکرر نہیں۔

اور لیکن وہ مغالطہ جو صورت کے اعتبار سے ہوتا ہے پس جیسا کہ قیاس کو ایسی ہیئت پر مرکب کیا جائے کہ نتیجہ نہ دینے والی ہو اور یہ تمام ترکیب کی غلطی ہے جیسے قائل کا قول ہے زمانہ حوادث کو گھیرا ہوا ہے اور آسمان بھی ان کو گھیرا ہوا ہے تو نتیجہ نکلا کہ زمانہ آسمان ہے یہ شکل ثانی ہے جس میں شرط مفقود ہے یعنی اختلاف

متقدمین ایجاباً وسلباً کیونکہ دونوں مقدمہ یہاں موجبہ ہیں۔

اوراس وقت ہم بعض ان مغالطات کو بیان کرتے ہیں جن کا سبب وقوع فسادصورت ہے پس ہم کہیں گے کہ مغالطات صوریہ میں سے مصادرہ علی المطلوب ہے جیسے زید انسان ہے کیونکہ وہ بشر ہےاور ہر بشر انسان ہوتا ہےاوران ہی مغالطات صوریہ سے وہ ہے کہ جو چیز بالعرض ثابت ہے اسکو بالذات مان لیا جائے جیسے الجالس فی السفینة متحرک و کل متحرک لا یثبت فی موضع واحد ان ہی مغالطات سے یہ ہے کہ حداوسط بتمامہ مکرر نہ ہو چنانچہ کہا جاتا ہے الا نسان لہ شعر و کل شعر ینبت نتیجہ دےگاالا نسان ینبت کیونکہ حداوسط لہ الشعر ہے جس کو بتمامہ کبریٰ کا موضوع نہیں بنایا گیا ہےاور ان ہی مغالطات سے یہ ہے کہ حداوسط دونوں مقدمہ میں متشابہ نہ ہو کیونکہ وہ قوت وفعل میں مختلف ہے جیسے قائل کا قول ہے الساکت متکلم والمتکلم لیس بساکت نتیجہ دےگاالساکت لیس بساکت

اوران ہی مغالطات سے ترکیب میں خلل پڑ جاناہےاس شک کی وجہ سے جوواقع ہے بایں طور کہ قید موضوع کی ہے یا محمول کی جیسےان لوگوں کا قول ہےالانسان وحدہ ضاحک و کل ضاحک حیوان نتیجہ دےگاالا نسان وحدہ حیوان اورغلط اس وہم سے پیدا ہوا کہ لفظ وحدہ موضوع کا جزء ہے اوراگرمحمول کا جز بنادیا جائے اور یہ کہا جائے الانسان ھو وحدہ ضاحک و کل ما ھو وحدہ ضاحک فھو حیوان توالبتہ نتیجہ صادق آئیگا کیونکہ نتیجہ اس وقت الا نسان حیوان ہوگا پس اس مثال میں غلطی حمل کے غلط اعتبار کرنیکی وجہ سے ہےاوران اغلاط صوریہ سے یہ ہے کہ کبریٰ میں اکبر حداوسط کے تمام افراد پر محمول نہ ہو چنانچہ آپ کہیں گے کل انسان حیوان والحیوان عام اوجنس اومقول علیٰ کثیرین مختلفی الحقیقة پس نتیجہ دیگا کل انسان عام اوجنس اومقول علی کثیرین مختلفی الحقیقة اوروہ لامحالہ باطل ہےاورسبب غلط سوائے ترک کرنے کلیۃ کبریٰ کےکوئی چیزنہیں ہےاس لئے کہ کبریٰ طبعیہ ہے پس حکم متعدی نہ ہوگااوران اغلاط صوریہ سے وہ غلط ہے جو رابطوں کا سلبوں کے لئے تقدم وتاخر کرنیکی وجہ سے واقع ہوتا ہےاوراسی طرح وہ غلط کہ جہت کوسلب پر مقدم کرنے اوراس کوسلب سے موخرکر

نیکی وجہ سے ہوتا ہے جیسے زید لیس ھو قائم وزید ھو لیس بقائم اور با لضرورة ان لایکون ولیس با لضرورة ان یکون ولا یلزم ان یکون ویلزم ان لا یکون اورسلبوں کا کثیر ہونا اسی باب سے ہے اس لئے کہ مراتب جفت جیسے سلب کا سلب اور سلب کے سلب کے سلب کا سلب اثبات ہے اور مراتب طاق جیسے سلب کے سلب کا سلب وغیرہ سلب ہے اور اغلاط صوریہ سے اعتبارات ذہنیہ اور محمولات عقلیہ کو امور عینیہ اعتبار کرنا چنانچہ جب کہا جائے کہ انسان کلی ہے تو یہ گمان کیا جائے گا کہ وہ خارج میں ایسا ہی ہے اور یہ گمان درست نہیں اس لئے کہ کلیت چیزوں کو ذہن میں عارض ہوتی ہے خارج میں نہیں اور تحقیق سے دوسرے غلط بھی حل ہو گئے اس کی تقریر یہ کہ کہا جائے کہ محال موجود ہے کیونکہ اگر کوئی چیز خارج میں محال ہوگی تو اس کا محال ہونا خارج میں موجود ہوگا پس محال خارج میں موجود ہوگا لہٰذا محال کا پایا جانا لازم آئیگا اور وہ یقیناً باطل ہے اور غلط مذکور کے حل کا طریقہ یہ ہے کہ محال ہونا اعتبار ذہنی ہے کسی چیز کا اعتبار ذہنی کے ساتھ متصف ہونے سے اس کا خارج میں موجود ہونا لازم نہیں آتا پس اعتبار ذہنی کے ساتھ متصف ہونے والے کا خارج میں موجود ہونا لازم آئیگا۔

اور اغلاط صوریہ سے وہ غلطی ہے جو کسی چیز کی مثال کو اسکی جگہ پر اعتبار کرنے سے واقع ہوتی ہے جیسے آپ کہیں گے آگ کی مثال کے لئے کہ وہ آگ ہے اور ہر آگ جلانے والی ہوتی ہے پس وہ جلانے والی ہے اور یہ وہ اشتباہ ہے جس کو وجود ذہنی کے منکرین نے حجت بنایا ہے کیونکہ ان لوگوں نے یہ کہا کہ اگر چیزیں بذاتہا ذہن میں موجود ہوں تو ذہن کا آگ کے تصور کے وقت جل جانا لازم آئیگا اور پہاڑ کے تصور کے وقت پھٹ جانا لازم آئیگا اور سیاہی وسفیدی کے تصور کے وقت ذہن کا ان دونوں سے متصف ہونا لازم آئیگا وغیرہ وغیرہ اور اس عقدہ کا حل یہ ہے کہ جو بالعرض ہے اس کو اسکی جگہ پر رکھنے کے قبیل سے ہے جو بالذات ہے یعنی جلانا اور پھٹنا وغیرہ ان عوارض سے ہیں جو شئی کو لاحق ہوتے ہیں جبکہ پایا جائے وجود اصلی خارجی کے ساتھ اور ان عوارض سے نہیں ہے جو وجود ظلی ذہنی کے لئے ہوتا ہے اور اغلاط صوریہ سے علت کے جزء کو علت کی جگہ پر اعتبار کرنا ہے مثلاً جب کہ ستر آدمی کسی بھاری پتھر کو سوفرسخ یعنی سوکوس لے جائیں تو یہ وہم ہوتا ہے کہ

ان میں سے ایک آدمی اس پتھر کو ایک کوس لے جائیگا اور اغلاط صوریہ سے اختلاف کے وقت اولیت کے طریقہ کو جاری کرنا ہے چنانچہ آپ کہیں گے کہ انسان اور گوریا حیوان ہونے میں شریک ہونے کے بعد انسان ،گوریا سے نفس ناطقہ کے فیضان کی وجہ سے اولیٰ نہیں ہے۔

اور اغلاط صوریہ سے وہ غلطی ہے جو حیثیتوں میں کم تامل کرنے اور اس کے اہتمام کو چھوڑ دینے کی وجہ سے ہوتا ہے جیسے قائل کا قول ہے کہ ہر ابیض کی حقیقت میں بیاض داخل ہے اور زید ابیض ہے تو لازم آئیگا کہ زید کی حقیقت میں بیاض داخل ہے غلطی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ بیاض ابیض کے مفہوم میں ابیض ہونے کی حیثیت سے داخل ہے نہ کہ حیوان وانسان ہونیکی حیثیت سے اور اغلاط صوریہ سے لوگوں کا قول ہے کہ مماثل کا مماثل مماثل ہوتا ہے جیسے انسان خرمہ کے درخت کی مانند ہے اور درخت پتھر کی مانند ہے اس کی غیر ذی روح ہونے میں پس زید کا جماد ہونا لازم آئیگا اور اسمیں غلطی کی وجہ یہ ہے کہ انسان خرمہ کے درخت کے مشابہ اور مماثل مثلا طول میں ہے اور خرمہ کا درخت پتھر کے مشابہ دوسری چیز میں ہے اور اسمیں سے جو غلطی میں ڈالدیتا ہے اس عدم کا اعتبار کرنا ہے جو ملکہ کے مقابل میں نقیض یا ضد کی جگہ پر جیسے سکون کہ وہ اس سے حرکت کا نہ ہونا ہے جس کی شان یہ ہے کہ حرکت کرنا اور عمی کہ وہ آنکھ کا نہ ہونا ہے اس سے جسکی شان سے یہ ہے کہ آنکھ ہو پس یہ گمان کیا جاتا ہے کہ مجرد ساکن ہے اور دیوار اندھی ہے اور مغالطات مشہورہ سے لوگوں کا یہ قول ہے کہ مجہول کو حاصل کرنا ممکن نہیں کیونکہ وہ مجہول جب حاصل ہوگا تو کیسے پہچانا جائیگا کہ وہی آپ کا مطلوب ہے تو جہل کا باقی رہنا ضروری ہوا یا حصول سے پہلے علم کا پایا جانا لازم آیا یہاں تک کہ آپ پہچانیں کہ یہ حاصل وہی آپ کا مطلوب ہے دونوں تقدیروں پر مجہول کو حاصل کرنا محال ہے لیکن پہلی تقدیر پر اس لئے کہ جب وہ موجود ہو تو پہچاننا محال ہے اور دوسری تقدیر پر اس لئے کہ تحصیل حاصل محال ہے اور جواب یہ ہے کہ مطلوب من وجہ معلوم ہے اور من وجہ مجہول پس مجہول کے حاصل ہونے کے بعد وجہ معلوم مخصص سے یہ جانا جائیگا کہ وہ مطلوب ہے اور یہ اس کی مثال ہے کہ کسی کا غلام بھاگ گیا جب وہ پایا گیا تو اس کی ذات چونکہ معلوم تھی اور مکان مجہول تو اس کے پائے جانے کے بعد اسکی ذات وصورت پہچاننے کی بناء پر پہچان لیا کہ وہی آپ کا بھا

گا ہوا غلام ہے اور (اغلوطہ) اگر قضیہ صادق نہ آئے تو زید قائم بھی صادق نہ آئے گا اور جب جب زید قائم صادق نہ آئیگا تو اسکی نقیض یعنی زید لیس بقائم صادق آئیگی نتیجہ دے گا کہ جب جب قضیہ صادق نہ آئے تو زید لیس بقائم صادق آئیگا باوجودیکہ وہ قضیوں میں سے ایک قضیہ ہے حل یہ کہ تقادیر جو کبریٰ یعنی کلما لم یصد ق زید قائم میں معتبر ہیں تو اس کی نقیض یعنی زید لیس بقائم صادق آئے گی اگر قضیہ واقعیہ ہے تو اس کا صدق مسلم ہے لیکن کسی میں داخل نہیں اس لئے کہ صغریٰ میں جو حکم ہے وہ تقادیر فرضیہ غیر واقعیہ پر ہے اس لئے کہ یہ بدیہی ہے کہ قضایا ممتنعہ میں سے کوئی قضیہ صادق نہیں کیونکہ یہ بدیہی ہے کہ الوا جب مو جود یاالو اجب سمیع یا الواجب بصیر قضیہ واجب الصدق ہے پس اس کا صادق نہ ہونا محال ہوگا اور اگر کبریٰ کی تقادیر عام ہو تو کلیۃ کبریٰ کو ہم منع کرتے ہیں اس لئے کہ کسی شئی کا کاذب ہونا مستلزم ہے بحسب الواقع اسکی نقیض کے صادق ہونے کو پس وہ محال کی تقدیر پر جائز ہے کہ دونوں نقیض ایک ساتھ کاذب ہوں کیونکہ جائز ہے کہ ایک محال دوسرے محال کو مستلزم ہو اور اس مغالطہ سے قریب ایک مغالطہ عامۃ الورود ہے کہ اس سے جس مطلوب کا بھی ارادہ کریں ثابت کرنا ممکن ہو۔ وہ مطلوب خواہ صادق ہو یا کاذب پس ہم کہیں گے کہ مدعیٰ ثابت ہے اس لئے کہ اگر مدعیٰ ثابت نہ ہو تو اس کی نقیض ثابت ہوگی اور جب جب اسکی نقیض ثابت ہوگی تو اشیاء میں سے کوئی نہ کوئی شئی ثابت ہوگی نتیجہ یہ نکلے گا کہ اگر مدعیٰ ثابت نہ ہو تو اشیاء میں سے کوئی نہ کوئی شئی ثابت ہوگی اور اس کا عکس نقیض ہوگا کہ اگر اشیاء میں سے کوئی شئی ثابت نہ ہوگی تو مدعیٰ ثابت ہوگا باوجودیکہ مدعیٰ بھی اشیاء میں سے ایک شئی ہے اور یہ باطل ہے اور عقلاء اس غلط کے حل میں حیران و پریشان ہیں تو کچھ لوگوں نے کہا کہ ہم یہ تسلیم نہیں کرتے کہ اس شرطیہ کا عکس نقیض یہ شرطیہ آئیگا بھلا یہ کیسے ہوسکتا ہے حالانکہ دونوں چیزیں اصل اور عکس میں مختلف ہیں عموم و خصوص کے اعتبار سے بلکہ اس شرطیہ کا عکس ہمارا یہ قول ہے کلما لم یکن ذالک الشئ ثابتا کان المد عیٰ ثا بتا اور وہ حق ہے۔

اور اگر آپ چاہیں تو اس کی دوسری تقریر یہ کریں کہ اس شرطیہ کا عکس یہ ہے کہ اگر اشیاء میں سے کوئی

شئی مدعیٰ کی نقیض کے ضمن میں ثابت نہ ہوتو مدعیٰ ثابت ہوگا اور بعض اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ عکس میں مقدم محال ہے اور محال جائز ہے اپنے نقیض کو مستلزم ہو پس محال نہ ہوگا اور اس بات کی تفصیل میں طول واقع ہو گیا اس کی وجہ یہ کہ وہ رسائل جو اس فن میں مدون وتصنیف شدہ ہیں اور اس زمانہ میں اس کے پڑھنے کی عادت جاری ہے باب مغالطہ کی تفصیل سے خالی ہیں پس میں نے مناسب سمجھا کہ اس رسالہ میں اس کے ذکر کو تفصیل کروں تاکہ یہ رسالہ نئے سیکھنے والے کو نفع بخش اور طلب کرنیوالے کو مفید ہو۔

فصل (۸۴)۔ اور یہ جاننا ضروری ہے کہ جب قیاس کے دو مقدموں میں سے ایک غیر برہانی ہو بلکہ جدلی یا خطابی یا شعری یا ان کے علاوہ ہو تو قیاس بھی غیر برہانی ہوگا اور اسی طرح کلام قیاس جدلی اور اس کے نظیروں میں ہے حاصل یہ کہ قیاس راجح اور مرجوح سے مرکب ہو وہ مرجوح ہوتا ہے اور یہاں صناعات خمسہ کی بحث تام ہوگئی اور فن کے مقاصد اپنے دونوں نوعوں یعنی موصل الی التصورات اور موصل الی التصدیق کے ساتھ مکمل ہوگئے

خاتمہ۔ ہر علم کے لئے تین امور ہیں ان میں سے ایک موضوع ہے اور وہ وہ ہے کہ علم میں جسکے عوارض ولواحق ذاتیہ سے بحث کی جائے جیسے بدن انسان علم طب کے لئے اور کلمہ وکلام علم نحو کے لئے اور مقدار متصل علم ہندسہ کے لئے اور معلوم تصوری وتصدیقی اس علم میزان کے لئے اور مناسب ہے یہ جاننا کہ بحث نہ وجود موضوع سے کی جاتی ہے اور نہ اسکی ماہیت سے اس علم میں جس کا وہ موضوع ہے پس طبیب بدن انسان سے اس کے موجود یا جسم نامی یا حیوان ناطق ہونے کی حیثیت سے بحث نہیں کرتا اور نہ نحوی کلمہ وکلام کی حقیقت سے بحث کرتا ہے اسی وجہ سے جبکہ علم طبعی کا موضوع جسم مطلق ہے اور یہ فن والا ہیولی اور صورت کی بحثوں کو بحث طبعیات میں بیان کرتا ہے اس پر اعتراض کیا گیا کہ ہیولی اور صورت جسم کے اجزا اور اس کے مقومات سے ہیں تو ان بحثوں کو بحث طبعیات میں کیسے لایا جاتا ہے اور فن طبعی والوں کی طرف سے یہ عذر کیا گیا ہے کہ بحثیں استطرادی وتبعی ہیں دوسرا جزء مبادی ہیں اور مبادی وہ ہیں جن پر مسائل موقوف ہیں اور مبادی یا تصوریہ ہیں یعنی وہ تعریفیں ہیں جو علم کے موضوع اور اس کے اجزاء اور جزئیات اور اعراض ذاتیہ کے لئے لا

ئی جاتی ہیں یا تصدیقیہ ہیں اور وہ مقدمات ہیں جن سے اس کے قیاس مرکب ہوتے ہیں وہ یا بدیہیہ ہیں جن کو علوم متعارفہ کہا جاتا ہے یا بدیہیہ نہیں بلکہ نظریہ مسلمہ ہیں پس اگر تسلیم ایسے شخص سے حسن ظن کے طور پر ہے جس نے اس کو القا کیا ہے تو اس کا نام اصول موضوعہ رکھا جاتا ہے پس اگر تسلیم استنکار کے ساتھ ہے تو اس کا نام مصادرہ رکھا جاتا ہے اور تیسرا اجزء مسائل ہے اور وہ قضایا ہیں کہ اس علم پر مشتمل ہو اور ان قضیوں کا اثبات دلیل سے مقصود ہو۔

فصل (۸۵)۔ یہ فصل ہے رؤس ثمانیہ کے بیان میں آپ جانیں کہ متقدمین کتابوں کے شروع میں آٹھ چیزوں کو بیان کرتے ہیں اور وہ ان کا نام رؤس ثمانیہ رکھتے ہیں۔ان میں سے ایک غرض ہے یعنی علت غائیہ تا کہ نظر عبث و بے سود کرنے والا نہ ہو اور دوسرا منفعت ہے تا کہ اس علم کو حاصل کرنے میں مشقت اس پر آسان ہو جائے اور تیسرا التسمیہ ہے یعنی علم کا عنوان ہے تا کہ ناظر و متعلم کے نزدیک اس علم کا اجمال حاصل ہو جائے کہ جس علم کی تفصیل غرض کریگی اور چوتھا مولف ہے تا کہ متعلم کا دل مطمئن ہو جائے اور پانچواں اس معنی کو جاننا کہ یہ علم کس مرتبہ میں ہے؟ تا کہ متعلم یہ جان لے کہ اس کو کس علم پر مقدم کرنا واجب ہے اور کس علم سے موخر کرنا واجب ہے اور چھٹا یہ جاننا کہ یہ علم کس جنس سے ہے تا کہ وہ چیز تلاش کی جائے جو اس کے لائق ہو اور ساتواں قسمت ہے وہ علم اور کتاب کے ابواب ہیں اور آٹھواں تعلیم کے طریقے اور وہ تقسیم۔تحلیل۔تحدید۔اور برہان ہیں اسکو کتاب کے شروع میں اس لئے بیان کیا جاتا ہے تا کہ یہ پہچانا جائے کہ کتاب کل طریقے پر مشتمل ہے یا بعض طریقے پر میں کہتا ہوں کہ میں بندہ محمد فضل امام خیر آبادی ہوں۔یہ وہ اس کا آخری مضمون ہے کہ جس کا ہم نے حکماء متقدمین کی کتابوں اور حکماء متاخرین کے کلمات سے استنباط کر کے اس کتاب میں جمع و تالیف کا ارادہ کیا ہے اور اس کتاب کی تالیف سے مقصد صرف مبتدی طلبہ کو سکھانا اور اس کے طلب کرنے والے کے امر کو آسان کرنا ہے پس اسے شوقین طالبعلم میرے یہ رسالہ جو عجلت میں لکھا گیا ہے اگر تھوڑا ابھی فائدہ پہونچائے تو مجھے مرتے دل خاتمہ بالخیر اور جہنم کی آگ سے نجات کی دعا سے فراموش نہ کرنا اور اللہ تعالیٰ ہمارے سردار محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جو نبیوں میں آخری ہیں درود و رحمت بھیجے ابتداء

میں اور انتہا میں اور ظاہر میں و باطن میں اور حمد وثنا اللہ رب العزت کے لئے ہے جو سارے عالم کا پروردگار ہے

تمت

بفضلہٖ تعالیٰ مرقات کے ترجمہ سے ۲۲ ذی الحجہ الحرام ۱۴۳۵ھ بروز سنیچر قبل از صلوٰۃ عصر فراغت پائی

الحمد لله علیٰ احسانه العميم و الصلوٰة و السلام على حبيبه الكريم

الر ؤف الر حيم وعلیٰ اله و اصحا به و حز به العظيم

هذا آخر ما رقمه قلم الفقير الضعيف محمد معين الدين الخان الرضوى

الهيم فورى غفر له ربه القوى

خادم التدريس و الافتاء

دارالعلوم اہلسنت حشمت العلوم گائیڈیھ اترولہ بلرامپور